انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۰ / شمارہ نمبر ۲۱

ختمِ نبوۃ

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

محمد رسول اللہ ﷺ بطور طبیب

غصہ ایک ناپسندیدہ عمل

تاریخ کے تناظر اور انمٹ نقوش

جوا، سٹہ، قمار معاشرے پر سنگین برے اثرات

کیٹ سٹیفن سے یوسف اسلام تک

سندھ کے قادیانی مقتولین

ع دیتے ہیں دھوکہ یہ بازیگر کھلا

آپ کے مسائل

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ترتیب: مولانا منظور احمد الحسینی

شوہر کا اپنی مرحومہ بیوی کا چہرہ دیکھنا

س: جس شخص کی بیوی کا انتقال ہو جائے کیا وہ اس کا منہ دیکھ سکتا ہے یا نہیں؟

ج: شوہر اپنی مرحومہ بیوی کا منہ دیکھ سکتا ہے مگر اس کے بدن کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

نوافل کی جماعت مکروہ تحریمی ہے

س: عام طور پر رمضان کے آخری ایام میں مختلف مساجد میں با جماعت نوافل ختم قرآن کی غرض سے پڑھے جاتے ہیں۔ کتاب، سنت کی روشنی میں جواب دیجئے تاکہ یہ عمل صحیح ہے یا نہیں۔ کیونکہ ہم نے سنا ہے کہ جماعت نوافل کسی حدیث وغیرہ سے ثابت نہیں ہے۔

ج: نوافل کی جماعت مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔

کالے کپڑے پہننا

س: کتاب سنت کی روشنی میں بتایئے کہ ایک مسلمان کے لیے کالے کپڑے پہننا جائز ہے یا نہیں؟

ج: کالے کپڑے شیعوں کا شعار ہے۔ ان کیساتھ مشابہت جائز نہیں۔

برحق فرقے کی پہچان

س: آج کل مسلمان مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اب وہ کون سا پیمانہ ہوگا جس کے مطابق ایک عام مسلمان حق کو سمجھ سکے۔ کیونکہ ہر فرقہ کہتا ہے کہ ہم حق پر ہیں اور اس مقصد کے لیے دلائل بھی پیش کرتے ہیں؟

ج: اس سوال کا جواب میری کتاب اختلاف امت اور صراط مستقیم میں دیا گیا ہے اس کا مطالعہ کر لیا جائے۔

ملنے کا پتہ: ماہنامہ بینات علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵۔

کیا نواسے دادی کے وارث بن سکتے ہیں

س: ماں سے پہلے اگر بیٹے کا انتقال ہو جائے تو کیا بیٹے کی اولاد جائیداد میں حقدار ہیں یا نہیں؟

ج: اس صورت میں بیٹے کی اولاد دادی کی وارث نہیں ہوگی، البتہ دادی اگر وصیت کر دے کہ ان کو بھی اس کی جائیداد میں حصہ دیا جائے تو تہائی تک ان کے حق میں وصیت نافذ ہوگی۔

بیٹا ماں کے انتقال کیبعد وارث ہوتا ہے پہلے نہیں

س: کیا میرے چھوٹے بیٹے جبکہ اس کا انتقال ہو چکا ہے اس کے حصے سے میں مسجد بنوانا چاہتی ہوں۔ بیٹا انتقال کے بعد ماں کی جائیداد میں حقدار ہے یا نہیں اس کے حصے سے مسجد بنوانا جائز ہے یا نہیں؟

ج: جو بیٹا آپ کی زندگی میں انتقال کر گیا اس کا حصہ نہیں۔ ویسے آپ اس کے لیے کوئی صدقہ جاریہ کرنا چاہتی ہیں تو آپ کو اختیار ہے۔

ماں کی جائیداد میں بیٹوں کا حق

س: باقی دو بیٹے حیات ہیں ان کا کتنا حصہ ہے

ج: دونوں بیٹوں کا آدھا آدھا ہوگا۔ بشرطیکہ ان کا انتقال آپ کے بعد ہو۔

انشورنش اور اس سے ملنے والے منافع کا حکم

س: میں نے عرصہ ۴ سال قبل انشورنس کروائی تھی جو کہ تقریباً ایک لاکھ یا زائد کی ہے میں ہر سال اس کا پریمیم تقریباً ۲۶۲۲ روپے جمع کرواتا ہوں انشورنس کی مدت ۲۰ سال ہے اس مدت کے بعد یعنی ۲۰۰۸ء میں مجھ کو تقریباً ایک لاکھ یا زائد رقم مل جائے گی۔ جبکہ میرا جمع کروایا ہوا پریمیم اس سے تقریباً نصف ہوگا اس کے بیچ جو انشورنس کا طریقہ کار ہے کہ خدانخواستہ اگر اس ۲۰ سال کی مدت میں میرا انتقال ہو جائے تو اسی وقت میرے لواحقین کو تمام رقم یعنی (ایک لاکھ یا زائد) مل جائے گی۔

آپ مجھ کو برائے مہربانی یہ بتائیں کہ مذہب اسلام میں انشورنس کی کیا حیثیت ہے اور قرآن و سنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

مزید یہ کہ کیا میں اس کو جاری رکھوں یا ختم کر دوں؟ یا منافع کی رقم حاصل کر کے اس کو کسی نیک مقصد میں لگا دوں؟

ج: انشورنس کا موجودہ طریقہ کار شریعت کے مطابق نہیں اس لیے جتنی رقم آپ نے جمع کرائی وہ تو آپ کی ہے زائد رقم جو ملے گی وہ حلال نہیں۔ بہتر ہوگا کہ اپنی رقم واپس لے کر یہ سلسلہ بند کر دیا جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

جلد نمبر ۱۰ | ۷ تا ۱۳ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ بمطابق ۱۳ تا ۱۹ مارچ ۱۹۹۲ء | شمارہ نمبر ۴۱

مدیر مسئول ــــ عبد الرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱. آپ کے مسائل اور حل ــــــــ ۲
۲. نعت رسول مقبولؐ ــــــــ ۴
۳. سندھ کے قادیانی مقتولین (اداریہ) ــــــــ ۵
۴. نبی اکرمؐ بطور طبیب ــــــــ ۶
۵. غصہ ایک ناپسندیدہ عمل ــــــــ ۸
۶. اسلام میں توحید کی اہمیت اور شرک کی مذمت ــــــــ ۱۱
۷. تاریخ کے بنیظیر اور انمٹ نقوش ــــــــ ۱۲
۸. کیٹ سٹیفن سے یوسف اسلام تک ــــــــ ۱۳
۹. حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ ــــــــ ۱۴
۱۰. حضرت عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہ ــــــــ ۱۴
۱۱. داستان از بلا (قسط نمبر ۱۱) ــــــــ ۱۵
۱۲. قادیانیوں کے پانچ ارکان مذہب (قسط نمبر ۳) ــــــــ ۱۷
۱۳. جوا، سٹہ اور قمار کے برے اثرات ــــــــ ۱۹
۱۴. فتنہ مرزائیت اور تحریک ختم نبوت ــــــــ ۲۳
۱۵. عقیدۂ ختم نبوت (پہلی قسط) ــــــــ ۲۴

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر

محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
قانونی مشیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ ۔ پاکستان
فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۳۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر
چیک یا ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

ایڈیٹر و پبلشر: عبد الرحمٰن یعقوب باوا ــ طابع: سید شاہد حسن ــ مطبوعہ: القادر پرنٹنگ پریس ــ مقام اشاعت: ۳۰، بنوریہ کراچی

میرے مصطفیٰؐ کا جمال اللہ اللہ

اشرف فردوسی

میرے مصطفیٰؐ کا جمال اللہ اللہ — نہیں ان کی کوئی مثال اللہ اللہ
وہ محبوبؐ رب اور شاہِ امم ہیں — وہی آمنہ کے ہیں لال اللہ اللہ
نہ اب تک ہوا کوئی ان سا نہ ہوگا — یہ ہے مصطفیٰؐ کا کمال اللہ اللہ
نبیؐ سے عداوت کا دیکھو نتیجہ! — ہوئے مشرکیں پائمال اللہ اللہ
جو کہتے تھے کل تم ابھی ہو ہمارے — لبوں پر انھیں کے سوال اللہ اللہ
ہزاروں ستم سہ کے حق سے نہ پلٹے! — یہ عزمِ جنابِ بلالؓ اللہ اللہ

کرے وصف اس شاہِ والا کی اشرف
کہاں یہ قلم کی مجال اللہ اللہ

سندھ کے قادیانی مقتولین

؎ دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

صوبہ سندھ ڈاکوؤں قاتلوں اور لٹیروں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے مرنے والوں کی تعداد ہزاروں تک ہے اخبارات کا مطالعہ کیجئے تو ان میں اندرون سندھ سے متعلق یہ خبریں عام ملیں گی کہ فلاں جگہ ڈاکوؤں نے اتنے آدمی قتل کر دیئے۔ فلاں جگہ اتنے ______ حکومت امن بحال کرنے میں مخلص نہیں ہے اگر مخلص ہے تو ڈاکوؤں اور رسہ گیروں سے خائف ہے۔ اب تو پیر صاحب پگاڑا کے خلیفہ بھی ڈاکوؤں نے اغوا کر لئے۔

پچھلے دنوں یہ خبر آئی تھی کہ سندھ میں ڈاکوؤں کے خلاف آپریشن شروع کر دیا گیا ہے واقعی وہ شروع ہوا بھی ہے لیکن اس کے بعد قتل و غارت گیری لوٹ مار اور اغوا کی وارداتوں کا بازار مزید گرم ہو گیا ہے اور اب حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ چالیس پچاس گاڑیوں کا کانوائے پولیس کی کڑی حفاظت میں پنجاب کی سرحد کے ساتھ لگنے والا شہر اوباڑو تک پہنچایا جائے گا اور وہاں جو کانوائے جمع ہوگا وہ سکھر نڈ تک لایا جائے گا گویا پولیس رات بھر اسی گشت میں رہے گی اور اس مشہور مصرعہ پر (جو پچھلے کسی زمانے میں ریڈیو ٹی وی سے گونجتا رہا ہے) «پولیس کا ہے فرض مدد آپ کی» عمل کرے گی۔

بہر حال یہ ذمہ داری حکومت اور پولیس کی ہے کہ وہ صوبہ میں امن کیسے بحال کرے ہم جو بات کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اندرون سندھ قتل و غارت گری کا جو بازار گرم ہے وہ آج کا نہیں برسوں کا ہے اور قتل، لوٹ مار یا اغوا کی وارداتیں کرنے والے کون لوگ ہیں کون نہیں یہ بتانا بھی ہماری نہیں حکومت اور پولیس کی ذمہ داری ہے ہم تو یہ جانتے ہیں کہ سندھ میں ایک طوفان اٹھا ہوا ہے اور طوفان جب اٹھتا ہے تو وہ یہ نہیں دیکھا کرتا کہ اس کی زد میں مرد آرہے ہیں یا عورتیں جوان آرہے ہیں یا بچے۔ وہ مسلمان ہیں یا ہندو۔ قادیانی ہیں یا کوئی اور بد مذہب اس کی زد سب پر پڑتی ہے۔

قادیانی وقتاً فوقتاً ان ۱۳ قادیانیوں کی فہرست شائع کرتے رہتے ہیں جو سندھ میں قتل ہوئے اور پھر ان سے یہ تأثر دیتے ہیں کہ بدبخت قادیانیوں کو اسلم قریشی اغوا کیس کی وجہ سے انتقامی کارروائی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اگر ہم اس قادیانی منطق کو تھوڑی دیر کے لئے تسلیم بھی کر لیں تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اندرون سندھ جتنے مسلمان قتل ہوئے ہیں انہیں ان ۱۳ قادیانیوں کے بدلے میں قتل کیا گیا ہے تو کیا قادیانی اس بات کو قبول کر لیں گے؟

ڈاکوؤں سے بھی یہ بات مخفی نہیں اور عوام بھی یہ جانتے ہیں کہ قادیانیوں اور ہندو بنیوں میں کوئی فرق نہیں ہے قادیانی ہندوؤں کے بعد امیر ترین اقلیت ہیں زمین، جائیداد اور کاروبار کے علاوہ بھارتی صوبہ راجستھان کی سرحد کے ذریعے وہ اسمگلنگ بھی کرتے ہیں۔ پاکستان کے خلاف جاسوسی کے عوض بھی بھارتی خزانہ کی تجوریوں کے منہ ان کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔ افیون اور چرس کا دھندہ بھی زور و شور سے جاری ہے جب وہ سندھ کی امیر ترین اقلیت ہیں تو کیا یہ بات ڈاکوؤں سے مخفی رہ سکتی ہے اس لئے ڈاکوؤں نے جہاں سینکڑوں بلکہ ہزاروں مسلمانوں جن میں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور شیعہ بھی شامل ہیں اغوا کیے۔ تو وہاں دولت مند قادیانی کیسے بچ سکتے ہیں۔

یہ بھی ممکن ہے کہ ذاتی دشمنی کی بنا پر وہ قتل ہوئے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے کسی کی عزت و آبرو پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی ہو کیونکہ قادیانیوں کو دوسروں کی عزت کا احساس کیا ہوتا انہیں خود اپنی عزت کا احساس نہیں وہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور انہیں قادیانی بنانے کے لئے زر اور زن کا ہی حربہ استعمال کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے خود ان کے عزیزوں نے ان کی بے غیرتیوں کو بھانپ لیا ہو اور انہوں نے غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں ٹھکانے لگا دیا ہو۔

ہم جانتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ اسلام نے مرتد اور زندیقوں کو قتل کرنے کی اجازت دی ہے وہ بھی اس طرح کہ انہیں تبلیغ کی جائے۔ راہ راست

پر لانے کی کوشش کی جائے انہیں مہلت دی جائے اگر وہ تبلیغ اور مہلت کے باوجود راہ ہدایت پر واپس نہیں آتے اپنے ارتدادی نظریات پر بضد رہتے ہیں تو اس صورت میں ان کا قتل جائز ہے لیکن یہ کام عام آدمی کا نہیں حکومت کا ہے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسا کرے۔

جہاں تک ہم سمجھے ہیں قادیانی اپنے مقتولین کی جو فہرست شائع کرتے ہیں اس کا مقصد بیرونی دنیا میں پاکستان اور اہل پاکستان کو بدنام کرنا اور یہ تاثر دینا ہے کہ ہمیں پاکستان میں اقلیت بھی قرار دے دیا گیا ہے لیکن ہمیں اقلیتوں کے حقوق بھی نہیں دئے جا رہے۔ الٹا ہمیں قتل کیا جا رہا ہے۔ ہماری املاک ضائع کی جا رہی ہیں۔ حالانکہ قادیانیوں نے خود کو ابھی تک اقلیت تسلیم ہی نہیں کیا۔ الٹا اپنے کو حقیقی اور اصل مسلمان کہتے ہیں جبکہ اصلی مسلمانوں کو آئینی مسلمان لکھتے ہیں۔

پوری یہودی لابی ان کے ساتھ ہے جن کا ذرائع ابلاغ پر مکمل کنٹرول ہے قادیانی پاکستان کو بدنام کرنے کے لئے جو ہتھیار انہیں فراہم کرتے ہیں یہودی ذرائع ابلاغ اسے پوری دنیا میں پہنچاتے اور پاکستان کو خوب بدنام کرتے ہیں جہاں تک عیسائی لابی کا تعلق ہے تو یہ ان کے خود کاشتہ پودے ہیں ان کے سامنے رو رو کر اور گڑگڑا کر اسی طرح درخواستیں دیتے ہیں جیسے مرزا قادیانی اپنے دور کی انگریز حکومت کے افسروں کو عاجزانہ درخواستیں کرتا تھا۔ بہرحال قادیانی خواہ کتنا ہی زور لگالیں اور اپنے آقاؤں کے سامنے کتنے ہی رو پیٹ لیں وہ سچائی کو چھپا نہیں سکتے نہ ہی ان کا غلط سلط پروپیگنڈہ اور جھوٹے الزامات انہیں کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بطور طبیب

از ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

اس پر آشوب زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طب کے اصول آج بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ طب کے وہ اصول جنہیں عبدالملک بن حبیب اندلسی نے دوسری صدی ہجری سے لے کر بعد تک الطب النبویؐ کا نام دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر بیماری کے علاج کی پیش گوئی فرما دی۔ ہر بیماری کے لئے علاج موجود ہے اس لحاظ سے آپؐ نہ صرف طبیب حاذق، طبیب اوّل، طبیب اعظم بلکہ روحانی، نفسیاتی اور اخلاقی طبیب بن کر اس دکھی دنیا میں تشریف لائے۔ آپؐ نے نہ صرف جسم کا علاج کیا بلکہ روح کا بھی۔ طب کی دنیا میں قدیم مصری معبدوں کے بیماریوں کا علاج تاریخ ثابت کرتی ہے۔ قدیم ہند میں شاستر میں علاج کے طریقے موجود تھے۔ اسی کا ذکر علاج کی خاطر ایک لاکھ اشلوک یاد رکھتے۔ لقمان حکیم علم الادویہ کے بانی تھے۔ قرآن حکیم میں سورۃ الشعراء میں واضح طور پہ فرمایا کہ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے شفا دیتے ہیں۔ علم الشفاء کے بارے میں مسند احمد میں یہ حدیث مبارکہ درج ہے کہ تمہارا کام مریض کو اطمینان دینا ہے۔ مگر اصل طبیب تو خدا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ طبیب اوّل ہیں۔ جنہوں نے فرمایا تھا "جب کسی کوڑھی سے بات کرو تو اپنے اور اس کے درمیان ایک سے دو تیر کے برابر فاصلہ رکھا کرو۔" (حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفیؓ) یہ اصول پہلی دفعہ تپ دق (ٹی بی) خسرہ کالی کھانسی، سعال، چیچک کن پیڑوں کوڑھ میں صحیح ثابت ہوا کہ متعدی اور چھوت چھات کی بیماریوں میں مریض سے فاصلہ رکھا جائے۔ آپؐ نے ختنہ کے ذریعے کینسر کا علاج دنیا کو بتلایا، بواسیر کا علاج کیا۔ پیٹ سے پانی نکالنے کا اپریشن کیا اور دل کے دورے کا علاج اس کی تشخیص فرمائی۔

تاجدار انبیاءؐ نے نہایت سادہ غذا اور ادویات تجویز فرمائیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن حکیم کے ذریعے سے انسانی جسم کو ایک عظیم معجزہ اور شاہکار خالق حقیقی بتلایا۔ سورہ حٰم سجدہ میں آیت مبارکہ ہے کہ ہم انھیں کائنات میں انسانوں کے جسم میں ایسی نشانیاں بتلائیں گے جس سے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ وہ حق ہے۔ قرآن حکیم نے انسانی بچے کی پیدائش سے قبل تین مراحل کا ذکر کیا کہ انسانی بچہ پیدائش سے قبل ماں کے پیٹ میں تین تہوں میں لپٹا ہوتا ہے۔

ڈاکٹر باردے نے پہلی دفعہ ۱۷۵۱ء میں ثابت کیا تھا کہ انسانی بچہ (الجنین) مندرجہ بالا تین تہوں میں لپٹا ہوا ہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حقیقت کو آج سے ۱۴۰۰ سو سال قبل بیان فرما دیا۔

انسانی جسم معجزہ ہے۔ دماغ میں ۱۰۰۰ کروڑ عصبی خانے ہیں جو ۲ میل فی گھنٹہ کے حساب سے پیغام رسانی کا کام کرتے ہیں۔ ایک عظیم الشان اور فقید المثال مراصلاتی نظام بنایا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل اعداد و شمار سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے: زبان۔ اس میں تین

ہزار ذائقہ خانے ہیں۔ کان: اس میں ایک لاکھ سماعتی خانے ہیں۔ آنکھ: اس میں ۲۰ لاکھ رگیں اور تیرہ کروڑ کمرے ہیں

جلد: اس میں ۳۰ ہزار گرم خانے اور ڈھائی لاکھ سرد خانے ہیں۔ پسینے کے غدود: ۲۰ لاکھ ہیں۔ جسم کے تمام خلیے: ان کی تعداد ۲۰ پدم ہے۔ دماغ میں پیغام رسانی کے لیے ۱۰۰ بلین نیرون ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبزیاں پھلوں اور نباتات اور جڑی بوٹیوں میں سے نسل انسانی کی خدمت فرمائی۔ تفصیل کے لیے ڈاکٹر خالد غزنوی کی تصنیف "طب نبوی اور جدید سائنس" (الفیصل ناشران لاہور مارچ ۱۹۸۸ء) دیکھی جا سکتی ہے۔ ۱: انجیر: آپؐ نے فرمایا "اس میں سے کچھ کھاؤ کہ یہ بواسیر کو ختم کر دیتا ہے اور گھنٹیا کو بھی"۔ ۲: بہی (سفر) آپؐ نے فرمایا "سفر کھاؤ کیونکہ وہ دل کے دورے کو ٹھیک کر دیتا ہے اور سینہ سے بوجھ کو اتار دیتا ہے"۔ ۳: تربوز: آپؐ نے اس کی ۱۰ خوبیاں (عشرہ خصال) بیان فرمائیں۔ حدیث پاک ہے "تربوز کھانا بھی ہے اور مشروب بھی۔ یہ مثانہ کو دھو کر صاف کر دیتا ہے۔ پیٹ کو دھو کر صاف کر دیتا ہے اور کیڑے نکال دیتا ہے۔ چہرے کو نکھارتا ہے"۔ ۴: جو کا دلیہ، روٹی اور ستو آپؐ کا دستر خوان تھا۔ بوعلی سینا نے گرم پانی کو ۱۰۰ بیماریوں کا اعلان بتایا۔ ۵: حب الرشاد (الشفاء) یہ ایسا گھاس ہے جو بطور قہوہ استعمال ہوتا ہے۔ آپؐ نے اسے گھروں میں دھونی دینے کے لیے استعمال کروایا۔ مشہور جرمن ڈاکٹر (ہونگ برگر نے اسے مفید قرار دیا۔ ۶: حنا (مہندی) آپؐ نے اسے زخموں کے مندمل ہونے میں مفید قرار دیا۔ یہ معدے کے السر کے لیے بھی مفید ہے۔ ۷: ذریرہ: اس کی خوشبو کو آپؐ نے جگر، آنتوں کی سوزش اور معدے اور جگر کے لیے مفید قرار دیا۔ ۸: زیتون کا تیل: سورہ النور کی آیت نمبر ۳۵ میں اسے شجرہ مبارکہ کہا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ۷۰ بیماریوں کا علاج بتایا۔ آپؐ نے نمونیہ، کوڑھ اور تپ دق کا اس سے علاج کیا اور دل کے مریض کا بھی۔ جاپان کے طبی جرائد کے مطابق یہ آنتوں کے سرطان کے لیے از حد مفید ہے۔ ۹: سرکہ: آپؐ نے ارشاد فرمایا "وہ گھر کبھی غریب نہیں ہوگا جس میں سرکہ موجود ہو"۔ یہ جراثیم کش اور زود ہضم ہے۔ ۱۰: سرمہ: ۱۴۰۰ سال سے کروڑوں انسان اسے استعمال کر چکے ہیں۔ آپ نے اسے بینائی کی روشنی اور بال اگانے میں مفید قرار دیا۔ بشرطیکہ سرمہ اصل ہو یعنی انٹیمونی پتھر کا ہو۔ جو اصفہان اور چترال میں بھی پایا جاتا ہے ۱۱۔ سنا مکی (سنا): آپؐ نے اسے شفاء من الموت قرار دیا کہ اس میں ہر بیماری کے لیے شفا ہے۔ ماسوائے موت کے۔ یہ جراثیم کش ہے۔ ۱۲: شہد: مصری لاشیں شہد سے حنوط کرتے تھے اور قبروں میں مردوں کے ساتھ کپیاں رکھتے تھے جس کی وجہ سمجھ سے باہر ہے۔ ۵ ہزار سالہ پرانا شہد بھی مصر سے ملا ہے جو خراب نہیں ہوا۔ آج بھی دنیا میں شہد کی پیداوار ۵۰ کروڑ کلو ہے۔ صرف امریکہ اور روس کی پیداوار ۳۰ کروڑ کلو ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کو ذیابیطس، یرقان، امراض جگر، نمونیہ اور جراثیم کے ختم کرنے میں مفید قرار دیا۔

علاوہ آپؐ نے ان ادویات کے یہ فائدے بتلائے۔ ۱۳: صعتر (حشرات الارض کو اس کی دھونی بھگا دیتی ہے) ۱۴: قسط (قسط ای) یہ ذات الجنب (پادری) کا علاج ہے۔ ۱۵: کاسنی (ہندبا) یہ تریاق ہے۔ ہر زہر کے لیے مفید ہے۔ ۱۶: کلونجی (حبۃ السوداء) یہ کالے زیرے کی قسم ہے۔ باولے کتے کا علاج ہے اور فالج کا بھی۔ ۱۷: حدیث مبارکہ میں اسے مسلمان درخت کہا گیا ہے۔ کیونکہ اس کی بے شمار خصوصیات ہیں مسند احمد میں لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے ایک دل کے مریض کا علاج کیا اور سات عجوہ کھجوریں روزانہ کھلائیں۔ حدیث پاک ہے کہ کھجور کھانے سے قولنج نہیں ہوتا۔ یہ توسیع دل (عظیم القلب) یعنی دل بڑھ جانے کی بھی دوا ہے۔ الغرض مکمل خوراک ہے۔ جدید طبی تحقیق کے مطابق اس میں مندرجہ ذیل اجزاء ہیں۔ فولاد: ۱۶۰۱ اسلفر: ۶۶۰۱۵ کیلشیم، ۵۸۰۹ میگنیشم: ۵۸۰۹ سوڈیم: ۴۰۸ پروٹین ۲۰۷ تمام وٹامن پوٹاشیم: ۳۵۰۷ فاسفورس: ۶۳۸ کلوری ۱۰۰ جی ایم ۷۰۲ کاربوہائیڈریٹ: ۲۹۰ تانبہ ۲۱۰۱۸: کھمبی اس کے پانی کو آپ نے آنکھوں کے لیے شفا قرار دیا۔ برٹش ریسرچ کونسل نے بھی اس کی تصدیق کی۔ ۱۹: گوگل (کندر) یہ صحرائی درخت شاخ سے پھوڑی نکالتا ہے اور کیڑے مکوڑے مارتا ہے۔ ۲۰: لوبان: یورپ میں اس کے استعمال کا تعارف ابن بطوطہ نے ۱۳۹۹ء میں کروایا جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تپ دق، پرانی کھانسی اور جوڑوں کے درد کے لیے مفید قرار دیا اور اس کی دھونی کا حکم دیا۔ ۲۱: لہسن: آپؐ نے ارشاد فرمایا "اسے کھاؤ اور اس سے علاج کرو کیونکہ یہ ستر بیماریوں کا علاج ہے"۔ فالج کا بھی علاج ہے لیکن بدبو کی وجہ سے مسجد میں آنے سے قبل استعمال نہ کیا جائے۔ ۲۲: مرمکی (مر) آپؐ نے اس کی دھونی کو جراثیم کش قرار دیا۔ ۲۳: مرزنجوش: آپؐ نے اسے لقوہ، مرگی اور زکام کے لیے موثر بتایا۔ ۲۴: منقہ بڑی کشمش تمام موذی امراض کا علاج بتایا۔ ۲۵ میتھی: ارشاد ہے "میتھی سے شفا حاصل کرو"۔ ایک اور حدیث مبارکہ میں اسے سانس کی گھٹن، ورم اور حلق کی سوزش کے لیے مفید قرار دیا۔ ابن القیمؒ ایک حدیث مبارکہ تحریر کرتے ہیں "میری امت اگر میتھی کے فوائد سمجھ لے تو وہ اسے سونے کے ہم وزن خریدنے سے بھی دریغ نہ کرے۔ ۲۶: ورس: آپؐ نے پادری (ٹی بی کی ایک قسم) کا علاج اس پودے سے نکالا یہ جراثیم کش ہے۔ علاوہ ازیں سبزیوں میں سے کدو کو آپؐ نے بہت پسند فرمایا۔

رسول اکرمؐ کے طب کے اصول ہمارے لیے مشعل راہ ہیں

یہ سب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی وجہ سے تھا کہ طب نبویؐ سے مسلمان سائنسدانوں

باقی صہ۲۶ پر

غصہ — ایک ناپسندیدہ عمل

از شبیر حسین شاہ زاہد گکانوی اسلام آباد

منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی بن حسین رضؓ اپنے مہمان خانہ میں تشریف فرما تھے۔ غالباً کوئی مہمان آیا ہوا تھا۔ آپ مہمان کی خاطر ومدارت بہ نفس نفیس فرما رہے تھے۔ اور ذاتی طور پر مہمان کو وقت دے کر حقوق الضیف کی ادائگی کر رہے تھے۔ کھانے کا وقت ہوا۔ تو آپ کی جاریہ نامی لونڈی نے کھانا لگانے کی اجازت مانگی۔ آپ نے نوکرانی کو کھانا لگانے کی اجازت دی۔ اور وہ کھانے کی قابیں مہمان کے آگے رکھنے لگی۔ گرم گرم شوربے کا پیالہ لے کر آپ کے پاس سے گذری۔ تو پاؤں پھسلا پیالہ ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ سارا شوربا حضرت گرامی کے کپڑوں اور جسم پر گرا۔ آپ کو سخت غصہ آیا۔ اور آپ نے خشمگیں نگاہوں سے لونڈی کی طرف دیکھا۔ تو وہ مارے خوف کے کانپنے لگی۔ جلد ہی اس کے ذہن میں غصہ دور کرنے کا قرآنی نسخہ آیا (آخر لونڈی کس کی تھی) فوراً اس نے قرآن مجید کی آیت کا ایک ٹکڑا۔ والکاظمین الغیظ (اور اللہ کے بندے) غصہ کو دبانے والے ہوتے ہیں) پڑھا۔ جسے سن کر آپ نے غصہ کو جھٹک دیا۔ اور آپ کے چہرہ مبارک پر پھر سے بشاشت لوٹ آئی۔ یہ تبدیلی دیکھ کر جاریہ نے والعافین عن الناس (اور اللہ کے بندے، لوگوں کو معاف کر دینے والے ہوتے ہیں) پڑھا۔ اس پر حضرت محترم نے جاریہ کو معاف کرنے کی نوید سنائی۔ آقا کے رویّہ میں قرآنی اثرات کی یہ تبدیلی دیکھ کر جاریہ کو اور جرأت ہوئی اور اس نے واللہ یحب المحسنین (اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے) کا جملہ پڑھا۔ یہ سن کر حضرت علی بن حسینؓ نے اپنی اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔ اور اس کا اعلان کر دیا۔

غصہ خالق کی طرف سے انسان میں رکھی جانے والی وہ کمزوری ہے۔ کہ انسان کے لئے اس سے بچنا نہ بچنے سے زیادہ مشکل ہے۔ صرف وہی شخص اس کمزوری پر قابو پا سکتا ہے۔ جو متقی اور پرہیزگار ہونے کے علاوہ خطاء اور غلطی کو اپنے جیسے دوسرے انسانوں کی بشری کمزوری تصور کر کے عفو و درگذر سے کام لینا جانتا ہو۔ اور دوسروں سے غصے کو ان کی فطری کمزوری سمجھ کر اس سے مشتعل ہونے سے بچے۔ ورنہ غصے میں فطرتاً ہر انسان آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں پر غصہ پردہ ڈال دیتا ہے۔ غصے کو برداشت نہ کرنے والا دوسروں کے لئے جتنا زیادہ نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ اس سے زیادہ وہ اپنی ذات کے لئے خطرناک ہوتا ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے۔ کہ غصہ آگ ہے غصہ شیطان ہے۔ لہٰذا اس سے بچو۔

قرآن مجید میں غصہ کی برائیوں اور غصہ نہ کرنے کی اچھائیوں پر کلام کیا گیا ہے۔ کہیں حکم دے کر اس سے منع فرمایا گیا ہے۔ کہیں ترغیب سے اس سے روکا گیا ہے۔ کسی جگہ بظاہر پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکید وتلقین کے ذریعے اس سے بچنے کی اچھائی ظاہر کی گئی ہے۔ کہیں غصے سے بچنے کی عادت کو مومنوں کے خصائص میں سے ایک کہہ کے دوسروں کو اشارہ کیا گیا ہے۔ کسی جگہ معاف کرنے کا اجر بیان کر کے مومنین کو اس پر ابھارا گیا ہے اور کسی مقام پر عفوو درگذر کو اپنی عادت بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو یہ عادت اختیار کرنے کی ترغیب وتلقین کی ہے۔ مثلاً۔

عفو اللہ کی اپنی عادت ہے:۔

تحب العفو فاعف عنی۔ (تو معافی کو پسند کرتا ہے۔ پس مجھے (بھی) معاف کر دے)

نبیؐ کو معاف کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

فاصفح عنھم وقل سلٰم (پس ان سے درگزر کرو اور کہہ دو کہ تمہیں سلام ہے) الزخرف ۸۹

نبیؐ کو عادت عفو اپنانے کی تاکید کی گئی ہے۔

خذ العفو وأمر بالعرف (درگزر کرنا اختیار کرو اور نیکی کا حکم دیتے جاؤ) الاعراف ۱۹۹۔

مومن کی نشانی معاف کرنا ہے۔

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس ان اللہ یحب المحسنین (ترجمہ اوپر آ چکا ہے) آل عمران۔ ۱۳۴۔

معاف کرنا مومن کی عادت ہے۔

واذا ما غضبوا ھم یغفرون (اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو وہ معاف کر دیتے ہیں) الشوریٰ ۳۷۔

عفوو درگزر کی خوبی اولوالعزمی ہے۔

ولمن صبر وغفر ان ذالک لمن عزم الامور (اور جس نے صبر کیا اور معاف کیا تو یہ بڑے اولوالعزمی کے کاموں میں سے ہے)

غلطی کو معاف کرنے کا مقام کیا ہے۔

قول معروف ومغفرۃ خیر من صدقۃ (اچھی بات کہنا اور معاف کرنا صدقہ کرنے سے بہتر ہے) البقرہ۔ ۲۶۳۔

مظلوم کے لئے عفوو درگزر کی ترغیب کی گئی ہے۔

او تعفوا عن سوء فان اللہ کان عفوًّا قدیرا (اور اگر تم برائی کو معاف کر دو پس بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور قدرت والا ہے۔

معاف کرنے کا اجر کیا ہے۔

وان تعفوا وتصفحوا وتغفروا فان

انّہ غفور الرحیم (اور اگر (ان دشمنوں سے) ہوشیار رہو۔ اور عفو و درگزر سے کام لو۔ اور معاف (بھی) کر دو۔ تو بیشک اللہ (تمہارے حساب کے معاملے میں) غفور الرحیم ہے) التغابن۔ ۱۴

برائی کو اچھائی سے مٹانے کی روش کیا ہے۔

ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ھی احسن (اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہیں برائی کو نیکی سے مٹاؤ یہ ایک اچھی بات ہے) فصلت ۳۴۔

اللہ کے بندوں کی عادت کیا ہوتی ہے۔

واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلٰما (اور جب جاہل (غصہ دلانے والے) انہیں پکارتے ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں (ہمارا تمہارا دور کا) سلام۔

درج بالا قرآنی تصریحات کے بعد ہدایت و رہنمائی کا دوسرا ماخذ ہونے کی حیثیت سے حدیث و سنت میں بھی غصہ کے نقصانات اور اس کے شر سے بچنے کے متعلق اچھا خاصا نبوی کلام ملتا ہے۔ جس میں سے مشتے از خروارے کے طور پر بطور مطالعہ و رہنمائی درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

(۱) غصہ کی حقیقت:۔

غصہ شیطانی چیز ہے اور شیطان آگ سے بنا ہے لہذا غصے سے بچو۔

غصہ شیطانی اثر کا نتیجہ ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔ لہذا شیطانی اثر (یا شر) سے بچو۔

(۲) غصہ کو روکنے کی تدبیریں:۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے کہ غصہ کے جذبات شیطانی اثرات یا تحریکات کے سبب سے پیدا ہو ہوتے ہیں۔ اور شیطان اپنی تخلیق یعنی آگ کے اثرات کے مطابق انسان کے اندر غصہ اور طیش کی آگ بھڑکاتا ہے۔ اس کے سدباب کے طور پر مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ تاکہ شیطان مردود ہو کر خائب و خاسر رہے۔

(ا) آگ صرف پانی سے بجھتی ہے تو جس کسی کو غصہ آئے اسے چاہئے کہ وضو کرے۔ تاکہ غصہ کے جذبات نرم بلکہ سرد پڑ جائیں۔

(ب) جب تمہیں غصہ آئے تو ٹھنڈا پانی پیا کرو۔ تاکہ غصہ کے غضبیہ اثرات کو ٹھنڈا کیا جا سکے۔

(ج) جب تم میں سے کسی کو کھڑے ہونے کی حالت میں غصہ آئے تو بیٹھ جائے۔ اس تدبیر سے غصہ چلا گیا تو فبہا ورنہ لیٹ جائے۔

(د) جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو (علاج کے طور پر) خاموش ہو جائے۔ تاکہ یہ غضبیہ جذبات خود ہی نرم پڑ جائیں۔

(۳) عفو و درگزر کا اجر:۔

جیسا کہ اوپر قرآنی آیات کے حوالے سے پیش کیا جا چکا ہے۔ کہ معاف کرنے کا اجر اللہ کے ہاں ہے۔ یا معاف کرنے والے روز حشر اللہ کو بھی بہت بڑا معاف کرنے والا پائیں گے۔ بقول حالی ؎

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

پھر بھی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے چند ایک (اجر) بیان کئے جاتے ہیں۔

(ا) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا "اے میرے رب آپ کے نزدیک آپ کے بندوں میں کون سب سے پیارا ہے؟"

اللہ تعالیٰ نے کہا۔ وہ جو انتقامی کارروائی کی قدرت رکھنے کے باوجود معاف کر دے۔

(ب) جو (غصہ میں خلاف حق بولنے سے) اپنی زبان کی حفاظت کرے گا۔ اللہ اس کے عیب پر پردہ ڈالیگا۔

(ج) اور جو اپنے غصہ کو روک لے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عذاب کو اس سے ہٹائے گا۔

(د) اور جو (غصہ پر قدرت کے باوجود اس سے بچنے والا) خدا سے معافی مانگے گا۔ خدا اس کو معاف کر دے گا۔

(ہ) اللہ اس شخص کو، جو درگزر کرتا ہے۔ عزت میں بڑھاتا ہے۔

(۴) غصہ نہ کرنے والے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کے نزدیک غصہ نہ کرنے والے۔ غصہ کو دبانے والے۔ غصہ کے باوجود احسان کرنے والے بڑے مقام و شرف کے حامل ہیں۔ قرآن کا بیان تو اوپر درج کیا جا چکا ہے۔ حدیث نبویؐ کے صرف دو حوالے برائے مطالعہ حاضر ہیں۔

(ا) طاقتور وہ شخص نہیں ہے۔ جو کشتی میں دوسروں کو پچھاڑ دیتا ہے۔ بلکہ طاقتور تو درحقیقت وہ ہے جو غصہ کے موقع پر اپنے اوپر قابو رکھتا ہے (یعنی غصہ میں آکر کوئی ایسی حرکت نہیں کرتا۔ جو اللہ اور (اس کے رسولؐ) کو ناپسند ہے۔

(ب) یہ مومنانہ اخلاق میں سے ایک ہے کہ جب کسی شخص کو غصہ آئے تو اس کا غصہ اس سے ناجائز کام نہ کرائے۔

(۵) غصہ کرنے والے:۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغلوب الغضب کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:۔

شر الرجال من کان سریع الغضب بطیئ الرضاء۔ بدترین آدمی وہ ہے جسے غصہ تو جلد آئے لیکن راضی دیر سے ہو۔ (اسی لئے کہا گیا ہے کہ اللہ کے (حقیقی) بندے ناراض (غصہ میں آنا) دیر سے ہوتے ہیں اور راضی ہونے میں جلدی کرتے ہیں۔

(۶) غصہ کے وقت زبان بند رکھنے والے:

اس سلسلہ میں دو روایات حاضر ہیں۔ ایک اجر کے ذکر کے ساتھ اور دوسری حکیمانہ انداز میں خصوصیت مومن کے طور پر۔ فرمایا:۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ (مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے (بوقت غیظ و غضب) دوسرے مسلمان محفوظ رہیں) اگرچہ روایت میں محفوظ رہنے والی بات عام ہے لیکن غصہ کے علاوہ دوسرے حالات میں بطور شغل زبان اور ہاتھ سے چند ایک شرارتی آدمی دوسروں کو نقصان پہنچانے میں لگے رہتے ہیں۔ غصہ کے وقت ہر کوئی آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت میں غضبناکی سے بچنا ہی اصل ایمان اور اسلام کی نشانی ہے جیسا حدیث مذکورہ میں ذکر ہے فرمایا۔ "جو (بوقت غصہ خلاف حق بولنے سے) اپنی زبان کی حفاظت کرے گا۔ اللہ اس کے عیب پر پردہ ڈال لے گا۔

(ے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکیدی نصیحت۔

ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا کہ مجھے نصیحت فرمائیے۔ لیکن مختصر تاکہ بھول نہ جاؤں۔

فرمایا۔ غصہ سے بچو۔ ایک دوسرے موقع پر ایک اور آدمی نے جو غالباً مزاج کا تیز تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: مجھے وصیت فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کرو۔ اس نے بار بار کہا مجھے وصیت فرمائیے آپؐ نے ہر بار یہی فرمایا غصہ نہ کرو۔

ایک بات یاد رہے۔ کہ قرآن و حدیث کی درج بالا تصریحات میں جس غصہ سے منع فرمایا گیا ہے۔ وہ غصہ وہ ہے۔ جو فطری کمزوری اور بشری خصوصیت کے حوالہ سے انسان کو اپنے ذاتی معاملات میں آتا ہے۔ جس کے رد عمل سے انسان کا مقصد قوائے غضبیہ کو سکون دینا ہوتا ہے۔ ورنہ جہاں تک دینی حمیت اور دینی معاملات کا تعلق ہے وہاں غصہ نہ کرنا کمزوری ایمان کی نشانی ہے۔ کوئی مومن کے عقیدہ کو ہدف تضحیک بنائے۔ یا عقائد دینی کو طنز و تشنیع کا نشانہ بنائے۔ یا اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے مقابلے میں کوئی اور حکم یا دین نافذ کرنا چاہے۔ ظلم کرے۔ یا برائی کو پھیلائے۔ ایسے وقت میں ان لادینی اور سرکش حرکات پر غصہ کرنا۔ ان کے فرو کرنے کی عملی کوششیں کرنا عین خلوص ایمان ہے۔ اور ایسے موقع پر بے حسی کا مظاہرہ کرنا۔ چشم پوشی سے کام لینا یا مصلحتوں کا خیال رکھنا کمزوری ایمان کی نشانی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر کہیں ظلم یا برائی ہوتا دیکھو تو اسے ہاتھ سے (بزور طاقت) روکو۔ یہ نہ کرسکو تو زبان سے (ناپسندیدہ خیال کر کے) روکو۔ اور یہ بھی نہ کر سکو۔ تو دل میں (بری بات کو) برا جانو۔ لیکن یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے۔

اللہ کے لئے دوستی اور اللہ کے لئے دشمنی کا ہونا بھی عین ایمان ہے۔ اللہ کے بندوں کی رضامندی اور غصہ اللہ کے احکام کے تابع ہوتا ہے۔ وہ اپنی ذات کے لئے غصہ کرنے یا اپنی خوشنودی کے حصول سے احتراز کرتے ہیں۔ مسلمان ہونے کے بعد ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبد الرحمٰن نے باپ سے عرض کیا۔ کہ غزوۂ بدر کے موقع پر آپ کئی دفعہ میری تلوار کی زد میں آئے لیکن میں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمیت دینی اور غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ "تم نے تو مجھے (باپ سمجھ کر) کئی دفعہ چھوڑا۔ لیکن اگر تم میری تلوار کی زد میں آجاتے تو میں تمہیں کبھی نہ چھوڑتا۔ (اس لئے کہ) یہ اللہ کی خوشنودی کی خاطر برسر پیکار تھے۔ اور اللہ کی خوشنودی کے مقابلے میں رشتے، ناطے اور مصلحتیں کوئی وقعت نہیں رکھتیں (اسی طرح ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دشمن سے برسر پیکار تھے۔ آپؓ نے اس دشمن کو اٹھا کر پٹخ دیا۔ اور اس کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ قریب تھا کہ دشمن کا کام تمام کر دیتے۔ کہ اچانک دشمن نے آپؓ کے چہرہ مبارک پر تھوک دیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فوراً دشمن کے سینہ سے اٹھ گئے۔ دشمن بھی کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ آپ مجھے قتل کرنے والے تھے۔ پھر آپ اچانک مجھے چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے ہو۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں خالصتاً اللہ کی خوشنودی کے لئے قتل کرنا چاہتا تھا۔ مگر تم نے میرے منہ پر تھوک دیا۔ تو مجھے ذاتی طور پر بھی تم پر غصہ آگیا لیکن میں یہ سوچ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ کہ اب اگر اس حالت میں میں نے تمہیں قتل کر دیا۔ تو یہ کہیں اللہ کے لئے دشمنی میں ذاتی عناد کی ملاوٹ نہ ہو جائے۔ اور میرا یہ عمل ضائع نہ ہو جائے۔ دوستی اور دشمنی میں یہ خلوص اور خوشی اور غصے میں یہ خلوص صرف اللہ کے بندوں میں ہی پایا جا سکتا ہے۔ ہر کہ و مہ میں نہیں۔

صبر کا مفہوم بھی یہی ہے کہ کسی انتقام پر قدرت ہوتے ہوئے معافی و درگزر سے کام لینا۔ جہاں قدرت ہی حاصل نہ ہو۔ اور انسان ظلم سہنے۔ برائی کو برداشت کرنے اور انتقام نہ لے سکنے پر مجبور ہو۔ تو بر درویش بر جان درویش والا معاملہ ہوتا ہے۔ یہاں سوائے لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم کے علاوہ اور کچھ ممکن نہیں ہو سکتا۔ لیکن جہاں آدمی کو غصہ بھی آجائے اور وہ سزا دینے اور بدلہ لینے پر بھی قادر ہو۔ وہاں غصہ کو پی جانا اور معافی سے کام لینا ہی واذا ما غضبوا ھم یغفرون کے تحت صبر حقیقی ہے۔ اور یہی وہ درجہ ہے جسے ان اللہ مع الصابرین کی نوید سے اللہ نے بلند مقام دیا ہے۔

غصہ کی حالت میں معاف کرنا انتہائی کشادہ دلی ہے۔ معاف کرنے کی اس صفت کا نام حلم اور بردباری ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں۔ انسان کو اللہ کا نائب اور خلیفہ کی حیثیت سے غصہ کو دبانے اور عفو و درگزر سے کام لینے کی صلاحیت پیدا کرنی چاہیے۔ اس لئے کہ عفو و درگزر اللہ کو پسند ہے۔ اور خلیفۃ اللہ فی الارض کی حیثیت سے انسان کو بھی اسے اپنانا چاہیئے۔ عفو و درگزر وہ عمل ہے جس کے بارے میں شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

در عفو لذتے است کہ در انتقام نیست۔

معاف کرنے میں وہ لذت ہے جو انتقام میں نہیں۔

بہادر شاہ ظفر کا کہنا ہے۔

ظفر آدمی اس کو نہ جانیئے گا چاہے کتنا ہو صاحب فہم و ذکا

جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

عبد الخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف ۔ ۹۱ ۔ صرافہ
میٹھادر کراچی فون ۔ ۲۳۵۵۷۳

اسلام میں توحید کی اہمیت اور شرک کی مذمت

انتخاب و تلخیص : عبداللہ حسنی ندوی

شرک

شرک انسانوں میں تنزل، پستی اور غلامی پیدا کرتا ہے اور اس سے ایسے نقصانات جنم لیتے ہیں جو پورے نظام عالم کو درہم برہم کر دیتے ہیں اور یوں شرک کا اصل نقصان یہ ہے کہ اللہ سے انسان کو جس درجہ کا تعلق جس قسم کا عجز و نیاز جس مرتبہ کی محبت، جس درجہ کی انتہا درکار ہے اس کا رخ دوسری جانب بدل جاتا ہے، ہزاروں لاکھوں آدمی ہیں جو اچھی طرح جانتے ہیں کہ دیوتا کائنات اور زمین آسمان کے خالق نہیں ہیں تاہم وہ ہر قسم کی حاجتیں اور مرادیں ان ہی دیوتاؤں اور معبودوں سے مانگتے ہیں۔ ان ہی کو حاجت روا جانتے ہیں، انھتے ہیں ان ہی کا نام لیتے ہیں، ان ہی پر نذر و نیاز چڑھاتے ہیں، غرض براہ راست ان کو جو تعلق ہوتا ہے اپنے معبودوں سے ہوتا ہے۔ خود مسلمانوں میں ہزاروں، لاکھوں آدمیوں کا طرز عمل انبیاء و صلحاء بلکہ مزارات کی نسبت اس کے قریب قریب ہے اس بناء پر مقدم ترین امر یہ ہے کہ معبودوں کی نسبت اس قسم کا خیال نہ پیدا ہونے پائے بلکہ صاف صاف بتا دیا جائے کہ خدا کے آگے کسی کی کچھ نہیں چل سکتی اور اس کی مرضی میں کوئی دست اندازی نہیں کر سکتا ایک بڑے پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اولاد کے لیے مغفرت مانگنے کا وعدہ کیا تو ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ دیا۔

لاستغفرن لک وما أملک لک من اللہ من شیئ۔

"میں آپ کے لیے مغفرت کی دعا ضرور کروں گا، لیکن مجھ کو خدا کے سامنے آپ کی نسبت کوئی اختیار نہیں"

شرک کی مذمت اور برائی جا بجا قرآن مجید میں آئی ہے سینکڑوں آیتوں میں شرک اور اہل شرک کی بے عقلی اور بے راہ روی بیان کی گئی اور طرح طرح سے اس کو ذہن نشین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

أیشرکون ما لایخلق شیئاً وھم یخلقون۔ (اعراف/۲۳)

"کیا وہ ان بتوں کو (خدا کا) شریک ٹھہراتے ہیں جنھوں نے کچھ پیدا نہیں کیا اور خود مخلوق ہیں"

الذین تدعون من دونہ لایستطیعون نصرکم ولا أنفسھم ینصرون (اعراف/۲۳)

جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو، وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ خود اپنی ذات کی۔

والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر (فاطر/۲)

اور جنہیں تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ ایک ریشہ کے بھی مالک نہیں ہیں۔

قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد۔

تو کہہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے نہ کسی کو جنا نہ کسی سے جنا اور نہیں اس کے جوڑ کا کوئی۔

مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتاً وإن أوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون۔

اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور کارساز تجویز کر رکھے ہیں، ان کی مثال مکڑی کی سی مثال ہے، اس نے ایک گھر بنایا اور مکڑی کا گھر سب گھروں سے زیادہ بودا ہوتا ہے۔ کاش انہیں اس حقیقت کا علم ہوتا۔

ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذباباً ولو اجتمعوا لہ وإن یسلبھم الذباب شیئاً لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب وما قدروا اللہ حق قدرہ۔

جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی تک تو پیدا کر نہیں سکتے چاہے سب ہی اس غرض کے لیے جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان کے سامنے سے کچھ چھین لے جائے تو وہ اس سے چھڑا بھی نہیں سکتے؟ ہے ایسا طالب بھی اور ایسا مطلوب بھی کمزور ان لوگوں نے تعظیم نہ کی جو اس کی تعظیم کا حق ہے۔

إن اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالاً بعیداً۔

یقیناً اللہ اس کو نہیں بخشے گا (کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے سوا (اور گناہوں) کو) بخش دے گا جس کے لیے منظور ہوگا، اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ یقیناً بڑی دور کی گمراہی میں پڑ گیا۔

واذ قال لقمان لابنہ وھو یعظہ یابنی لاتشرک باللہ إن الشرک لظلم عظیم

جب کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ اس کو نصیحت کر رہے تھے میرے بیٹے اللہ کا شریک

باقی صـ۲۶ پر

تاریخ کے بے نظیر اور انمٹ نقوش

تحریر: جناب فضل اللہ انصاری

کسی کو بدصورت اور صاحبِ رتبہ کسی کو کمتر سمجھے تو اسلام کی نظر میں یہ ایک اخلاقی جرم ہے۔ جس کی اجازت وہ قطعاً نہیں دیتا۔ اسلام کی یہ تعلیم اور ابوذر غفاریؓ کو اللہ کے رسولؐ کی اس کی تاکید کر وہ شرمندہ ہوئے اور کبھی پھر انھوں نے حضرت بلالؓ کو ابن السوداء نہیں کہا۔

غیر مسلموں پر مہربانی

ایک دفعہ عمر بن خطابؓ نے بازار میں ایک نہایت ہی بوڑھے آدمی کو صدقہ خیرات مانگتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس سے کہا کہ یہ کیا؟ اس بوڑھے نے کہا کہ میں بوڑھا آدمی ہوں اور لوگوں سے اپنے لئے جزیہ اور نفقہ مانگ رہا ہوں۔ اصل میں وہ مدینہ کا یہودی باشندہ تھا۔ اس لئے جزیہ دینے کے لئے وہ بھیک مانگ رہا تھا۔ حضرت عمر بن خطاب کا جذبہ ہمدردی اور انسانیت دیکھئے کہ فوراً اس بوڑھے یہودی سے کہا کہ ہم نے آپ کے ساتھ انصاف نہیں کیا اور اس کا ہاتھ پکڑے اپنے گھر لے گئے اور کھانا کھلایا۔ پھر بیت المال کے خزانچی کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ اس بوڑھے کی طرح جتنے بھی ہوں سب کے لئے بیت المال سے اتنا مقرر کر دو کہ اس سے وہ مع اہل و عیال گزر بسر کر سکیں۔

حاکم وقت اور پہریداری

تاجروں کی ایک جماعت (جس میں مردوں کے علاوہ عورتیں اور بچے بھی تھے) مدینہ آئی تو حضرت عمر بن خطاب نے عبدالرحمن بن عوف سے کہا کہ تم آج کی شب میں تاجروں کے اس قافلے کی پہرے داری کر سکتے ہو؟ اس کے بعد دونوں نے مل کر اس کی پہرہ داری کی۔ واضح رہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ حضرت عمر بن خطابؓ خلیفہ امیرالمومنین تھے۔ کوئی بتا سکتا ہے کہ ایک حاکم وقت نے رات پوری بیداری کر کے پہرے داری میں گزار دی اور اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہونے کے باوجود ایک تاجروں کے قافلے کی دیکھ بھال کی وجہ سے سویا نہیں۔ وہ تو صحابی رسولؐ اور اسلام کے شیدائی تھے کہ ایسے وقت میں اپنے آپ کو صرف ایک انسان سمجھا اور اپنا حق ادا کر دیا۔ بہت بڑی بات ہے یہ اس کیلئے کسی کو پہلے صدر درجہ متواضع و خاکسار اور اپنی ذمہ داری کا پاسدار ہونا ہوگا۔ تب جا کر ہی وہ کوئی ایسا کارنامہ انجام دے سکتا ہے۔ جو تاریخ میں نقشِ جاوداں بن جائے۔

تاریخ ادیان و ملل میں جتنی درخشندہ و تابندہ تاریخ اسلام کی ہے اتنی کسی اور دین مذہب کی نہیں۔ دین اسلام اپنی تعلیمات و ہدایات، اصول و ضوابط اور صداقت و حقانیت میں جس طرح اور جتنا جداگانہ ہے اس طرح تاریخ میں بھی سب سے مختلف و جداگانہ ہے۔ اسلامی تاریخ اتنی جاندار اور سبق آموز ہے کہ دیگر تمام ادیان و مذاہب کو اس کے مقابلے میں لایا ہی نہیں جا سکتا۔ یہ بیان صرف ایک عقیدت نہیں بلکہ روشن حقیقت ہے۔ کل کے پچھڑے مسلمانوں نے اسلامی تعلیمات و ہدایات کو اپنا کر انسانی معاشرہ کے سامنے جو نمونہ پیش کیا تھا۔ وہ ایک جاوداں بن گیا۔ دنیا اس کے مطابق چلے تو کامیابی اس کے قدم بوس ہو۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے ان تعلیمات کو اپنا کر جو مثال پیش کی۔ وہ نہ صرف اسلامی تاریخ کا نقش ہے۔ بلکہ ساری دنیا اور پوری انسانیت کے لئے ایک سبق بھی۔ خود پیارے نبیؐ کی زبان پاک سے نکلا ہوا کوئی جملہ اسلامی تاریخ کا ایک بے نظیر نقش جاوداں ہے۔ اسلامی تاریخ کے تمام نقوش و واقعات و حکایات کو چند صفحات میں محیط نہیں کیا جا سکتا۔ ان عبرت و نصیحت کے لئے صرف چند چیزیں پیش کی جا رہی ہیں۔

معیار برتری

حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام حضرت بلال حبشیؓ (جو کالے تھے) کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہوا تو ابوذر غفاریؓ نے ان کو غصہ میں یا ابن سوداء کہہ کر پکارا یعنی اے کالی کے لڑکے! کہا اس بات کی شکایت حضرت بلالؓ نے اللہ کے رسولؐ سے کر دی تو آپؐ نے حضرت ابوذرؓ سے کہا کہ کیا تم نے اسے ماں کی عار دلائی ہے؟ تمہارے اندر سے جاہلیت کی بو آرہی ہے۔ اس پر حضرت ابوذر غفاریؓ بڑے نادم و شرمندہ ہوئے۔ اسلام میں کسی کی عظمت و برتری کا راز سیاہ و سفید اور امیر و غریب ہونے پر نہیں بلکہ تقویٰ اور عمل صالح ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر ارشاد فرمایا کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے عزت مآب وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ شعار ہے۔

سفید فام اگر کسی کو سیاہ فام، گورا کسی کو کالا، خوبصورت

قانون کی نظر میں برابری

عہد نبویؐ میں بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی اور اسے سزا کے لئے اللہ کے رسول کے پاس لایا گیا اور سفارش کے لئے لوگوں نے پیارے نبیؐ کے پیارے اسامہ بن زید کو منتخب کیا تو انھوں نے اس سلسلہ میں اللہ کے رسولؐ سے گفتگو کی۔ آپؐ بہت سخت غصہ ہوئے اور ان سے کہا کہ اللہ کی حد میں تم سفارش کر رہے ہو؟ تم سے پہلے کے لوگ اسی لئے ہلاک و برباد ہوئے کہ ان میں جب کوئی شریف (بڑا آدمی) چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور جب ضعیف چوری کرتا تو اس پر حد قائم ہوتی۔ خدا کی قسم اگر فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کئے ہوتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جملہ کتنا زندہ اور موثر ہے۔ اس کا اندازہ کوئی

باقی صفحہ ۲۵ پر

کیٹ سٹیفن سے یوسف اسلام تک

تحریر: رؤف طاہر

اسلام اور مغرب کی کشمکش اتنی ہی پرانی ہے۔ جتنی خود اسلام کی تاریخ۔ مسلمان جزیرہ عرب سے نکلے اور ایک صدی سے بھی کم عرصے میں، متمدن دنیا کا بڑا حصہ انہوں نے فتح کر لیا۔ یہ اتنا بڑا Explosion تھا۔ جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس ایک صدی میں مسلمانوں نے جو وسیع و عریض علاقے فتح کئے۔ ان میں سے بیشتر عیسائیوں کے زیر تسلط یا ان کے بڑے بڑے گڑھ تھے۔ فلسطین، شام، مصر، الجزائر، مراکش۔ عیسائیوں کے بڑے بڑے مفکرین بھی شمالی افریقہ ہی سے اٹھے تھے۔ شمالی افریقہ پہنچ کر مسلمان، مغرب کے دہانے پر جا کھڑے ہوئے تھے۔ درمیان میں بس چھوٹا سا سمندر تھا۔ مسلمان ۷۱۱ء میں سپین میں داخل ہوئے اور آٹھ سو سال تک یہاں حکمرانی کی۔ تب یورپ تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ جبکہ مسلمانوں کے زیر تسلط سپین اعلیٰ تہذیب و تمدن کا گہوارہ بن چکا تھا۔ سپین پر مسلمانوں کی حکمرانی۔ یورپ کے لئے ناقابل برداشت اذیت بن گئی تھی۔ وہاں سپین کو، دوبارہ فتح کرو، (Reconquest) کی مہمات چلیں۔ اور بالآخر ۱۴۹۲ء میں سقوط غرناطہ کا المیہ وقوع پذیر ہو گیا جس میں مسلمانوں کی داخلی اختلافات نے بھی بڑا بنیادی کردار ادا کیا تھا۔ پھر ایک سو سال کے اندر اندر سپین کا نام و نشان مٹا دیا گیا۔ جہاں چپے چپے پر ان کی تہذیب اور تمدن کے بڑے گہرے نقوش ثبت تھے۔

۱۴۵۳ء میں سلطان محمد نے یورپ کے دوسرے سرے سے قسطنطنیہ کو فتح کر لیا۔ پھر عثمانی اپنے طاقتور بحری بیڑے اور بڑی قوت و احتشام کے ساتھ اٹھے اور مشرقی یورپ کا بڑا حصہ ان کے زیر نگیں ہو گیا۔ انہوں نے دو دفعہ ویانا تک پہنچ کر اس کا محاصرہ کیا۔ مسلمانوں نے سسلی پر بھی پانچ صدیاں حکومت کی۔ تب عثمانیوں کے رعب اور دبدبے کا یہ عالم تھا کہ یورپی مائیں بچوں کو عثمانیوں کا نام لے کر ڈرایا کرتی تھیں۔

مسلمانوں نے یورپی علاقوں پر اپنے ایک ہزار سالہ تسلط کے دوران، یہاں اپنی تہذیب اور تمدن کے فروغ کے لئے تو بہت کچھ کیا۔ عظیم الشان عمارات بھی تعمیر کیں۔ قدیم علوم کو بھی زندہ کیا۔ فتوحات بھی کیں۔ سپین میں مسلمانوں کی تہذیب کے اثرات پورے یورپ پر پڑے۔ جو اس سے پہلے اندھیروں میں بھٹک رہا تھا۔ لیکن مسلمانوں نے اس دوران جو کام نہ کیا۔ وہ اسلام کی دعوت و تبلیغ۔ اسلام کی روشنی پھیلانے کا کام تھا۔ پھر یورپ نے سیکولرزم کی راہ اپنائی۔ سائنس نے ترقی کی اور دنیا کو مہذب و متمدن بنانے کا مشن لے کر اٹھا اور مسلمان اپنے مفتوحہ علاقوں سے ایک ایک کر کے دستبردار ہوتے چلے گئے۔ بیسویں صدی میں (۱۹۲۰ء تک) دنیا کے نقشے پر صرف چار چھوٹے چھوٹے مسلمان ملک تھے۔ جنہیں آزاد قرار دیا جا سکتا تھا۔ افغانستان۔ ترکی، سعودی عرب اور یمن۔

پھر بیسویں صدی کے وسط تک بیشتر ملکوں میں مسلمانوں نے، سیاسی آزادی، حاصل کر لی۔ لیکن یہ آزادی نام کی آزادی تھی۔ مسلمان یورپ کے فوجی تسلط سے تو آزاد ہو گئے۔ لیکن ان کی تہذیب۔ ان کی ثقافت۔ ان کی تعلیم۔ ان کی معیشت۔ ان کی معاشرت۔ ان کی عدالت۔ ان کی تجارت غرض زندگی کے ہر شعبے میں مغرب کے اثرات گہرے تھے۔ پھر اسلامی تحریکوں کے نتیجے میں ان ملکوں میں اسلامی بیداری کی لہر چلنے لگی اور آج مغرب ایک بار پھر امت مسلمہ کو اپنے لئے خطرہ محسوس کرنے لگا ہے۔ جس کے نوجوان اسلامی تحریکوں کا ہراول دستہ بن گئے ہیں۔

ادھر مغرب میں "کشمکش" کا ایک نیا عامل ابھر آیا۔ مختلف خطوں کے مسلمانوں کی کثیر تعداد نے یورپ اور امریکہ کا رخ کیا۔ اور آج یورپ میں اکثر مقامات پر مثلاً برطانیہ۔ فرانس۔ جرمنی اور بلجیم وغیرہ میں اسلام دوسرا بڑا مذہب قرار پایا ہے۔ مغرب میں ان "آباد کار" مسلمانوں کے علاوہ ان مقامی مسلمانوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ جنہوں نے کفر سے اسلام کی طرف ہجرت کی اسلام قبول کیا اور باقی انسانوں کے لئے بھی اس کے علمبردار بن گئے۔

ان خوش نصیب انسانوں میں، جو خود بھی روشنی میں آ گئے اور باقی انسانوں کے لئے بھی روشنی کا مینار بن گئے۔ جناب یوسف اسلام نمایاں ہیں۔

وہ ۱۹۴۸ء میں برطانیہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد قبرصی اور والدہ سویڈش تھیں۔ تب وہ کیٹ سٹیفن تھے۔ موسیقی سے انہیں فطری لگاؤ تھا۔ انہوں نے اپنا پہلا گیت خود لکھا۔ اس کی موسیقی بھی خود مرتب کی اور خود ہی گایا۔ اور یہ ہٹ ہو گیا۔

دیکھتے ہی دیکھتے کیٹ سٹیفن ایک پاپولر پاپ سنگر بن گیا تھا۔ اور پھر ایک وقت میں وہ مغرب میں سب سے مقبول پاپ سنگر تھا۔ دی موسٹ پاپولر پاپ سنگر۔ اس کے ریکارڈ۔ اس کے کیسٹ۔ ہاٹ کیک بن گئے تھے جن کی فروخت کے نئے ریکارڈ قائم ہو رہے تھے۔ دولت اس پر بارش کی طرح برس رہی تھی۔ جدید دنیا کی ہر مادی

باقی صفحہ ۲۵ پر

حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ

سعید الانصاری

نام ونسب ۔ عبداللہ نام، خاندان سلمہ سے ہیں سلسلہ نسب یہ ہے ۔ عبداللہ بن عتیک بن قیس بن اسود ابن مری بن کعب بن غنم بن سلمہ۔

هجرت : ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے ۔

غزوات : غزوہ بدر کی شرکت میں اختلاف ہے اور باقی غزوات میں شریک تھے ۔ رمضان ۶ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ۴ آدمیوں پر امیر بنا کر ابو رافع کو قتل کرنے کے لیے خیبر بھیجا تھا۔ ابو رافع نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف غطفان وغیرہ کو بھڑکا کر بڑا جتھا اکٹھا کر لیا تھا۔ یہ لوگ شام کے قریب قلعہ کے پاس پہونچے عبداللہ نے کہا تم لوگ ٹھہرو۔ میں اندر جا کر دیکھتا ہوں۔ پھاٹک کے قریب پہنچ کر چادر اوڑھ لی اور حاجت مندوں کی طرح دبک کر بیٹھ گئے۔ دربان نے کہا میں دروازہ بند کرتا ہوں، اندر آنا ہو تو آجاؤ ۔ اندر جا کر اصطبل پر نظر پڑی ۔ اسی میں چھپ رہے ارباب قلعہ کچھ رات تک ابو رافع سے باتیں کرتے رہے، اس کے بعد سب اپنے اپنے گھروں میں جا کر سو گئے سناٹا ہوا تو حضرت عبداللہ نے دربان کو غافل پا کر پھاٹک کھولا اور ابو رافع کی طرف چلے ۔ وہ بالا خانہ پر رہتا تھا ۔ بیچ میں بہت سے دروازے پڑتے تھے ۔ یہ جس دروازے سے جاتے اس کو اندر سے بند کر لیتے تاکہ شور ہونے پر کوئی ابو رافع تک نہ پہونچ سکے ان مراحل کے طے کرنے کے بعد ابو رافع کا بالاخانہ نظر آیا ۔ وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ ایک اندھیرے کمرے میں سو رہا تھا۔ انہوں نے پکارا ابو رافع ! بولا کون ؟ جس طرف سے آواز آئی تھی بڑھ کر اسی سمت تلوار ماری لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا ۔ وہ چلایا یہ فوراً باہر نکل آئے ۔ تھوڑی دیر بعد اندر گئے اور آواز بدل کر بولے ابو رافع کیا ہوا ؟ بولا ابھی ایک شخص نے تلوار ماری ۔ انہوں نے دوسرا وار کیا لیکن وہ بھی خالی گیا ۔ اس مرتبہ اس کے شور سے تمام گھر جاگ اٹھا ۔ انہوں نے باہر نکل کر پھر آواز بدلی اور ایک فریاد رس کی طرح اندر جا کر کہا ، میں آگیا ہوں گھبرانے کی کوئی بات نہیں ، وہ چت لیٹا ہوا تھا انہوں نے دیکھ لیا اور اس کے پیٹ میں اس زور سے تلوار کونچی کہ گوشت کو چیرتی ہوئی ہڈیوں تک جا پہونچی ، اس کا فیصلہ کر کے جلدی سے باہر بھاگے ۔ عورت نے آواز دی کہ لینا جانے نہ پائے ، چاندنی رات تھی اور یہ آنکھوں سے کم نظر آتا تھا ۔ زینے کے پاس پہونچ کر پیر پھسلا اور لڑھکتے ہوئے نیچے آرہے پیر میں زیادہ چوٹ لگی تھی ، تاہم اٹھ کر عمامہ سے پنڈلی باندھی اور اپنے ساتھیوں کو لے کر کوڑے کے ڈھیر تلے چھپ رہے ۔

ادھر تمام قلعہ میں ہلچل پڑی ہوئی تھی ۔ ہر طرف روشنی کی گئی اور حارث ۳ ہزار آدمی لے کر ڈھونڈھنے کو نکلا، لیکن ناکام واپس گیا ۔ حضرت عبداللہ نے ساتھیوں سے کہا کہ تم جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت سناؤ ۔ میں اپنے کانوں سے اس کے مرنے کی خبر سن کر آتا ہوں ۔

صبح کے وقت ایک شخص نے قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر آواز بلند پکارا کہ ابو رافع تاجر اہل حجاز کا انتقال ہو گیا عبداللہ یہ سن کر نکلے اور بڑھ کر ساتھیوں سے جا ملے اور مدینہ پہونچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری سنائی ۔ آپ نے ان کا پیر دست مبارک سے مس فرمایا اور وہ بالکل اچھے ہو گئے ۔

حضرت عبداللہ کے ساتھ چار آدمی اور بھی تھے ان کے نام یہ ہیں ۔ عبداللہ ابن انیس ۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ۔ اسود بن خزاعی ۔ مسعود رضی اللہ عنہ بن سنان ۔

۹ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ۱۵۰ انصار پر افسر مقرر کر کے بت طے کا بت توڑنے کے لیے بھیجا تھا ۔ اس میں جو کچھ پڑا اسباب اور گائیں ہاتھ لگی تھیں ان کے نگراں حضرت عبداللہ تھے ۔

وفات : جنگ یمامہ ۱۲ھ میں شہید ہوئے یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا ۔

اولاد : ایک بیٹے تھے جن کا نام محمد تھا ۔ مسند میں ان کی ایک حدیث موجود ہے ۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبادہ بن نضلہ

نام ونسب : عباس نام ، قبیلہ خزرج سے ہیں نسب نامہ یہ ہے ۔ عباس بن عبادہ ابن فضلہ بن مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف ابن خزرج ۔

اسلام : بیعت عقبہ میں شریک تھے ۔ انصار بیعت کے لیے مجتمع ہوئے تو انہوں نے کہا ۔ بھائیو ! جانتے ہو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس چیز پر بیعت کر رہے ہو ؟ یہ عرب وعجم سے اعلان جنگ ہے ۔ اس میں تم کو بہت سے خطروں کا سامنا ہوگا ۔ ذی اثر لوگ مارے جائیں گے مال تلف ہوگا ۔ پس اگر ان مشکلات کا مقابلہ کر سکو تو بسم اللہ بیعت کرو ، ورنہ بیکار دین ودنیا کی ندامت سر پر لینے سے کیا فائدہ ؟

انصار نے پوچھا یا رسول اللہ! بیعت کر کے اگر ہم وعدہ وفا کریں تو کیا اجر ملے گا۔ ارشاد ہوا کہ جنت! سب نے کہا تو پھر ہاتھ پھیلایئے۔ بیعت ختم ہوئی تو حضرت عباس ابن عبادہؓ نے کہا اگر آپ پسند فرمائیں تو ہم یہیں میدان کارزار گرم کر دیں۔ فرمایا، ابھی اس کی اجازت نہیں۔

حضرت عباسؓ بیعت ہو کر مکہ میں مقیم ہو گئے لیکن جب ہجرت کا حکم ہوا، مہاجرین مکہ کے ہمراہ مدینہ آ گئے۔ اس بنا پر وہ مہاجرین انصاری ہیں، مصنف اصابہ کے نزدیک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان یعنی اصحاب صفہ میں داخل تھے۔

غزوات ودیگر حالات: مدینہ آ کر حضرت عثمانؓ بن مظعون سے کہ اکابر مہاجرین میں سے تھے۔ رشتہ اخوت قائم ہوا۔ بدر میں شریک نہ تھے۔

وفات: غزوہ احد میں شریک ہوئے اور لڑ کر شہادت پائی۔

اخلاق: جوش ایمان اور حب رسول کا نظارہ بیعت عقبہ میں بخوبی ہو چکا ہے۔

داستانِ ازبلا

اسپین کی تاریخ کا ایک منفرد واقعہ

جس نے عیسائی دنیا میں ہلچل مچا دی

ردِ عیسائیت پر جدید انداز میں ایک دلچسپ سلسلہ

قسط: 11

از: محمد سعید خان دہلوی

ازبلا: " بہت اچھا! آئندہ میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں گی یا سیدی! یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے اپنی اس کنیز کو حق و صداقت کا راستہ دکھایا اور تثلیث و صلیب پرستی کی لعنت سے چھڑوایا۔ اس ہدایت کا وسیلہ یہ میرے روحانی استاد اور مربی عمر لخمی ہیں جنہوں نے قرطبہ کے تمام پادریوں کو ان کے گھروں میں جا جا کر تبلیغ کی اور ان کے ذریعہ میرے کانوں نے سچائی اور حقیقت کو سنا۔ میرا دل ان کو دعا دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عمر لخمی کو دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال کرے اور آپ کی دعا سے میری زندگی اور موت اسلام پر ہو۔ (اس پر تمام مجمع نے آمین کہی)

زیاد بن عمر: " بیٹی! اللہ تعالیٰ تم سے کوئی بڑی خدمت لینا چاہتا ہے۔ اور یقیناً تمہاری ذات سے مسلمانوں کو بہت زیادہ فائدہ پہنچے گا۔ یہ تو بتاؤ کہ تم نے کسی اور خاتون کو بھی اپنا ہمراز اور ہم عقیدہ بنایا؟"

ازبلا: " جی ہاں یا سیدی! میری چار سہیلیاں اور ہیں جو عیسوی مذہب سے برگشتہ ہو گئی ہیں۔ اور اسلام کی طرف ان کا میلان ہے۔ میں ان شاء اللہ کل یا پرسوں ان کو بھی اپنے ہمراہ لاؤں گی۔ تاکہ وہ یہاں آ کر آپ سے فیض حاصل کریں اور ان کے دلوں میں اسلام کے متعلق جو شکوک باقی رہ گئے ہیں وہ بھی دور ہو جائیں۔"

عمر لخمی: " میری بہن! وہ آپ کی کون سی سہیلیاں ہیں واللہ ہم کو تو پتہ بھی نہیں۔ اور نہ آپ نے ان کا کوئی تذکرہ کیا۔"

ازبلا: " الہیات میں جو میرے استاد میکائیل ہیں ایک تو ان کی صاحبزادی ہیں اور تین سہیلیاں اور ہیں۔ یہ سب کی سب مباحثوں میں برابر شریک ہوتی رہی ہیں۔"

عمر لخمی: " کیا وہ واقعی دل سے مسلمان ہو چکی ہیں اور عیسائیت کی خامیوں کو انھوں نے تسلیم کر لیا ہے؟"

ازبلا: " عیسائیت کی خامیاں تو ان سب پر اچھی طرح ظاہر ہو چکی ہیں اور اسلام کی حقانیت کا بھی دل سے اعتراف کرتی ہیں۔ مگر ابھی اتنی جرأت نہیں کہ وہ اپنے موروثی مذہب کو چھوڑ کر اسلام کی حقانیت کا اعلان کر دیں۔"

زیاد بن عمر: " خیر اللہ تعالیٰ ان میں اس بات کی بھی جرأت پیدا کر دے گا۔ جس کی تم متمنی ہو۔ ہم بھی ان کے لیے دعا کریں گے۔"

عمر لخمی: " میکائیل کی صاحبزادی کو بھی کسی روز یہاں لے آئیں تاکہ ان کے شبہات کو بھی دور کر دیا جائے۔"

ازبلا: " بس کل یا پرسوں ضرور اپنے ہمراہ لاؤں گی۔ اور اگر یہ چاروں لڑکیاں میرے ہمراہ نہ آئیں تو میرانو (میکائیل کی لڑکی کا نام) کو تو ضرور اپنے ہمراہ لاؤں گی۔"

زیاد بن عمر: " بیٹی میں تم سے پھر کہتا ہوں کہ تمام شبہات کو دور کر کے اسلام قبول کرنا۔ کسی لالچ یا فریب میں آ کر ہرگز ہرگز مسلمان نہ ہونا۔ اس لیے کہ اسلام تو خلوص چاہتا ہے اور قرآن حکیم کہتا ہے کہ ایک مسلمان کی زندگی اور موت، عبادت و ریاضت نشست و برخاست سونا اور جاگنا۔ غرض ہر چیز اللہ کے لیے ہو اور اسی کی

خوشنودی اور رضا مندی ہماری زندگی کا نصب العین ہو۔"

ازبلا: "یا سیدی! میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرکے کہتی ہوں کسی لالچ اور طمع سے اسلام کے آستانہ پر نہیں آئی اور نہ میرا منشا حصول دولت اور جاہ و حشمت ہے۔ آج تمام قرطبہ بلکہ تمام اسپین میں میرے باپ کو جو عزت حاصل ہے وہ آپ بھی جانتے ہیں۔"

زیاد بن عمر: "جزاک اللہ! اللہ تعالیٰ تم کو استقامت بخشے اور تم پر اپنی رحمتیں نازل کرے!"

عمر لخمی: "اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے کہ جس کو قبول کرنے کے بعد انسان پر خدا کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور اس کے تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔"

ازبلا: (مسکرا کر) "میرے تمام گناہ تو ہفتہ وار ہمارے قرطبہ کے پادری صاحب جو محکمۂ احتساب (انکوزیشن) کے انچارج ہیں معاف کر دیتے ہیں۔ اس لیے میں (سر جھکا کر) معصوم اور بے گناہ پہلے ہی ہوں۔"

زیاد بن عمر: "یہ محکمۂ احتساب کیا بلا ہے؟ اور پادری صاحب کا گناہوں کو بخش دینا کیا معنی رکھتا ہے؟ کیا آپ کے ہاں انسان بھی گناہ بخش دیا کرتے ہیں؟"

ازبلا: (شرم و ندامت کے ساتھ) "یا سیدی! یہ داستان بڑی دلچسپ ہے اور شاید آپ لوگوں کے لیے بالکل نئی ہو۔ کیونکہ آپ کو عیسائی مذہب کے اندرونی حالات سے واقفیت نہیں ہے۔"

زیاد بن عمر: "کیا ہم کو ان واقعات اور معاملات سے آپ مطلع کریں گی؟ اس قسم کے دلچسپ معاملات تو ضرور سننا چاہئیں۔ اور آپ سے بہتر ان کو کون بیان کر سکتا ہے۔"

ازبلا: "یا سیدی! عیسائیوں میں یہ قاعدہ ہے کہ ہر عیسائی ہر ہفتہ گرجا میں حضرت مسیح علیہ السلام کی قربان گاہ کے سامنے بڑے پادری کے روبرو اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہے۔ اور پادری صاحب اس کے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ کیونکہ مسیحی مذہب کے مطابق بڑے پادری کو گناہوں کے بخشنے کا اختیار ہے کیونکہ وہ حضرت پطرس کا جانشین سمجھا جاتا ہے۔"

زیاد بن عمر: "استغفر اللہ! لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه! کیا انسان بھی خدا کے سوا گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ اہا! اسی وجہ سے قرآن حکیم نے عیسائیوں کو یہ الزام دیا ہے کہ عیسائیوں نے اپنے احبار اور رہبان کو خدا کے سوا اپنا رب بنا رکھا ہے۔" (حیرت سے) "کیا پادری تمام گناہوں کے بخشنے کا اختیار رکھتے ہیں؟"

ازبلا: جی ہاں! بشرطیکہ گناہوں کی معافی کا خواہش مند اپنے تمام خفیہ اور اعلانیہ گناہوں کا پادری صاحب کے سامنے اقرار کرے۔ اگر اس نے کوئی بات چھپائی تو اس کی معافی نہیں ہے۔"

پردے کی باتیں

گفتگو کے دوران میں ازبلا کے بعد عمر لخمی نے کہا۔

عمر لخمی: "تو گناہوں کی معافی کے لیے ہر قسم کی سیاہ کاریوں کو بیان کرنا پڑتا ہوگا۔ اچھا آپ کس طریقہ سے معافی طلب کیا کرتی تھیں؟"

ازبلا: (شرم سے نیچی نگاہ کرکے) "ہر شخص کو ایک معینہ تاریخ پر قرطبہ کے بڑے گرجا میں (جہاں آپ کا اور سیکائیل اور پطرس کا مباحثہ ہوا تھا) حاضر ہونا پڑتا ہے اور........"

عمر لخمی: "کیا لڑکیوں کو بھی حاضر ہونا پڑتا ہے؟"

ازبلا: "جی ہاں، ہر بالغ لڑکی اور لڑکا وہاں حاضر کیا جاتا ہے اور پادری صاحب ایک ایک سے دریافت کرتے ہیں کہ اس نے اس ہفتہ کون کون سے گناہ کئے ہیں۔ بیان اور اقرار کرنے کے بعد پادری صاحب سر پر ہاتھ پھیر کر فرماتے ہیں کہ "جاؤ! خداوند یسوع مسیح کی برکت سے تمہارے تمام گناہ معاف ہو گئے۔"

عمر لخمی: "ہر شخص سے خلوت میں دریافت کیا جاتا ہے یا سب کے سامنے؟"

ازبلا: "ہر شخص سے اگر گناہ کا اقرار علیحدہ کرایا جاتا تو یہ رسم اتنی شرمناک نہ ہوتی۔ مگر وہاں تو ہر شخص سے تمام لوگوں کے سامنے اقرار کرایا جاتا اور گناہوں کی معافی کا پروانہ دیا جاتا ہے۔"

عمر لخمی: "استغفر اللہ! یعنی کنوارے لڑکے اور لڑکیوں کے سامنے؟"

ازبلا: "جی ہاں! اور یہی نہیں (شرم سے سر جھکا کر) کنوارے لڑکوں اور لڑکیوں سے بھی سب لوگوں کے روبرو۔ ان کے گناہوں کا اقرار کرایا جاتا ہے اور سب سنتے ہیں۔"

عمر لخمی: "الٰہی توبہ! گناہوں کے اقرار میں تو بڑی بڑی شرمناک باتیں بھی ظاہر ہوتی ہوں گی۔ فرض کرو کہ کسی شخص نے چوری کا ارتکاب کیا تو اس کو عام لوگوں کے سامنے اقرار کرنا ہوتا ہوگا۔"

ازبلا: "ایک بات کیا ہر بڑے سے بڑے فعل کا اعلانیہ اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اگر کوئی شخص اقرار نہ کرے اور معاملہ کو چھپا جائے تو پھر اس کے گناہ معاف نہیں ہوتے اور وہ جہنم کا وارث ہو جاتا ہے۔"

عمر لخمی: "تو اس طریقہ سے کنوارے لڑکوں اور لڑکیوں کے اخلاق پر تو بہت ہی برا اثر پڑتا ہوگا؟"

ازبلا: "کیوں نہیں۔ مگر رومن کیتھولک عیسائیوں کے ہاں تو گناہوں کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ کیونکہ گناہوں کی معافی کا طریقہ بہت سہل ہے۔ جس نے لوگوں کو گناہ کرنے پر اور دلیر کر دیا ہے۔"

ایک شخص: (مجلس میں سے) عام لوگوں کے گناہوں کو تو پادری صاحب معاف کر دیتے ہیں لیکن اگر خود پادری صاحب کسی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھیں تو ان کے گناہوں کو کون معاف کرتا ہے؟"

زیاد بن عمر: (مسکرا کر) "شاید پادری صاحبان گناہ کرتے ہی نہیں۔"

اس کے بعد حضرت زیاد بن عمر مجلس کو چھوڑ کر بالاخانہ میں تشریف لے جاتے ہیں اور یاد الٰہی اور ذکر و اذکار میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

ازبلا: (آنکھیں نیچی کرکے اور شرم و ندامت کے ساتھ) آپ کو کیا معلوم کہ ہمارے پیشوا خصوصاً رہبان کیا کیا گل کھلاتے ہیں اور ان کی زندگی کس قدر پُر معصیت اور گناہوں سے پُر ہوتی ہے۔"

باقی آئندہ
شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں

قادیانیوں کے پانچ ارکان مذہب

- انگریز کی اطاعت فرض
- جہاد حرام
- جھوٹ
- منافقت اور دھوکہ
- قبروں کی تجارت اور چندہ

ایک قادیانی کا خط اور اس کا جواب

از قلم محمد حنیف ندیم

قسط نمبر۴

"صبح کو نماز کے لئے اٹھنے سے کوئی ۲۰-۲۵ منٹ پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک زمین ہی مطلب کے لئے خریدی گئی ہے۔ کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کی جائیں تو کہا گیا کہ اس کا نام بہشتی مقبرہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔"

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم صفحہ ۹۴ ،۹۵ مرتبہ منظور الٰہی قادیانی لاہوری)

فاوحیٰ الیّ ربی واشارالی ارض وقال انہا الارض تحتہا الجنۃ فمن دفن فیہا دخل الجنۃ وانہ من الامنین۔

ترجمہ: تو خدا تعالیٰ نے مجھے وحی کی اور ایک زمین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ وہ زمین ہے جس کے نیچے جنت ہے پس جو شخص اس میں دفن کیا گیا، وہ جنت میں داخل ہوا اور وہ امن پانے والوں میں سے ہے۔

(الاستفتاء عربی صفحہ ۴۵ مصنفہ مرزا قادیانی)

کشفی رنگ میں وہ مقبرہ مجھے دکھایا گیا۔ جس کا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے۔ اور پھر الہام ہوا۔ کل مقابر الارض لا تقابل ھذہ الارض (روئے زمین کی تمام مقابر اس زمین کا مقابلہ نہیں کر سکتیں)

(مرزا غلام احمد قادیانی کے مکاشفات صفحہ ۵۹ مؤلفہ منظور الٰہی صاحب)

جنت کے داخلے کی شرائط:۔

ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں..... چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیہا کل رحمۃ .... اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں گے جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں.... پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے۔ وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف (تکمیل احاطہ وغیرہ) کے لئے چندہ داخل کرے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔ کہ ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے۔ .... تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو۔ اور محرمات سے پرہیز کرتا ہو۔ اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو۔ ہر ایک میت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوگی۔ اس کو بجز صندوق قادیان میں لانا ناجائز ہوگا۔ اور نیز ضروری ہوگا کہ کم از کم ایک ماہ پہلے اطلاع دیں.............

اگر کوئی صاحب خدانخواستہ طاعون کے مرض سے فوت ہوں......... ان کی نسبت یہ ضروری حکم ہے۔ کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علیحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کئے جائیں........

اگر کوئی صاحب دسویں حصہ جائیداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو۔ یا کسی اور ملک میں وفات پاویں جہاں سے میت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں۔ اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے اور اس پر واقعات لکھے جائیں۔

اگر خدانخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ الوصیت کی رو سے وصیت کرتا ہے مجذوم ہو۔ جس کی جسمانی حالت اس لائق نہ ہو جو وہ قبرستان میں لایا جائے۔ تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہری مناسب نہیں ہے کہ اس قبرستان میں لایا جائے۔

میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ہو ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی۔ اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔ (الوصیت ص ۱۱ تا ۲۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

ہے۔ جو وصیت نہیں کرتا وہ منافق ہے اور وصیت کا کم از کم چندہ ۱/۱۰ حصہ مال کا رکھا ہے۔

(منہاج الطالبین مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد خلیفہ قادیان ص۱۹)

اس کے بعد لوگوں کو ورغلانے کے لئے یہاں تک بھی کہا گیا کہ مقبرہ بہشتی .... وہ نعمت ہے جس کو آدم کے وقت تک کے لوگ ترستے مر گئے۔ آدم اول کو عارضی بہشت سے نکالا تو اس کی تلافی کے لئے چھ ہزار سال بعد پھر آدم ثانی (مرزا) کی معرفت یہ محکمہ دائمی جنت میں داخل ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کے لئے کھولا ہے۔ اگلے زمانہ میں انبیاء اپنے خاص مقربوں کو بہشت میں داخل ہونے کی بشارت دیا کرتے تھے اور یہاں تو بہشت کا دروازہ ہی کھل گیا ہے صرف کھڑا ہونے اور قدم اٹھانے کی دیر ہے یہاں تک بھی کہا گیا کہ جو وصیت کے مطابق عمل کر کے یہاں داخل ہو گیا گویا وہ رسول اللہ کے پہلو میں دفن ہو گیا اور ابوبکر کے ہم پلہ بن گیا۔ (العیاذ باللہ)

جب مرزا کے سادہ لوح پیروکاروں نے اتنی بشارتیں خوشخبریاں سنیں کہ ۱/۱۰ حصہ ادا کرنے سے بیٹھے بٹھائے جنت مل رہی ہے تو انہوں نے قبریں خریدنا شروع کر دی اور مرزا کی آمدنی میں اضافہ در اضافہ ہوتا چلا گیا۔ مرزا قادیانی نے اس نام نہاد جنت کے بارے میں جو وصیت کی تھی اس میں ایک بات قابل غور ہے کہ اس نے خود اور اپنی اولاد کے بارے میں کہا کہ:

(میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثنا رکھا ہے باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی۔ اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔)

جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ نہ صرف مرزا قادیانی بلکہ اس کا سارا خاندان مذکورہ بالا شرائط پر پورا اترتا ہے وہ متقی بھی ہے محرمات سے پرہیز کرنے والا بھی ہے۔ شرک و بدعت بھی نہیں کرتا۔ جبکہ مرزا قادیانی تو یہ کہہ سکتا تھا کہ میں چونکہ (بزعم خود) رسول اور نبی ہوں اس لئے معصوم ہوں لیکن مرزا نے سارے خاندان کو ہی معصوم قرار دیدیا۔

جب اس نام نہاد بہشتی مقبرہ کی بات چلی ہے تو یہاں اس بات کا تذکرہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ مرزا نے جس جنت یا بہشتی مقبرہ کے بارے میں وصیت کی بشارتیں اور خوشخبریاں سنائیں وہ قادیان میں ہے لیکن جب ملک تقسیم ہو گیا اور مرزا کے خاندان نے پاکستان میں انگریز گورنر موڈی کی مدد سے ربوہ نام کا شہر آباد کر کے وہاں سکونت اختیار کر لی تو یہاں بھی بہشتی مقبرہ کے نام سے ایک قطعہ زمین مخصوص کیا اور یہاں بھی قبروں کی تجارت شروع کر دی سادہ لوح قادیانی یہاں بھی دھوکہ میں آگئے اور اپنی جائداد کا ۱/۱۰ حصہ ادا کر کے قبریں الاٹ کرانے لگے۔ گویا جو سبز باغ دکھا کر قبروں کی تجارت کا قادیان میں دھندہ شروع کیا تھا اور سادہ لوح قادیانیوں کی گردنوں میں پھندہ ڈالا تھا وہ یہاں بھی شروع کر دیا شاید مرزائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے ہی علامہ اقبالؒ نے کہا تھا ؎

ہو نکو نام جو قبروں کی تجارت کرکے
کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

بات سے بات:۔
چونکہ یہ کوئی مضمون نہیں بلکہ خط کا جواب ہے اس لئے بات سے بات نکلتی چلی جاتی ہے یہاں میں جس بات کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ اس وقت روئے زمین پر اگر کوئی جگہ جنت کہلانے کی حقدار ہے بلکہ جنت ہے وہ وہ مقام ہے جہاں سرکار دوعالم تاجدار ختم نبوت حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دو محبوب ساتھی سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما محو استراحت ہیں اس مقام مقدس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

مابین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة.

کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

اور دوسرا مقام وہ قبرستان ہے جسے جنت البقیع کا نام دیا گیا ہے جہاں دفن ہونے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی شرط عائد نہیں کی کوئی وصیت نہیں کی وہاں جو بھی قسمت کا دھنی ہوتا ہے دفن ہو جاتا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی چونکہ گستاخ رسول تھا اسلئے اس نے جہاں اپنے دعاوی میں خود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے برتر وافضل قرار دیا۔ حضورؐ کو پہلی رات کا چاند اور خود کو چودھویں رات کا چاند کہہ کر اپنی فضیلت کی دھاک جمائی وہاں اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی تکذیب کی کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اس نے قادیان کے نام نہاد بہشتی مقبرہ کو جنت قرار دے کر حضورؐ کے روضۂ مبارک پر قادیان کی گندی زمین کو برتر وافضل قرار دیدیا اور کہا۔

باقی آئندہ
شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان

صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس

اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر: ۲۴۵۸۰۳

جوا، سٹہ، قمار کے معاشرے پر سنگین اثرات

از:۔ مولانا مفتی عبدالسلام چاٹگامی

تقریباً اکثر و بیشتر مسلمانوں کے سامنے واضح ہے کہ ایام جاہلیت میں دوسری برائیوں کی طرح قمار بازی کا سلسلہ بھی رہا ہے۔ اوباش اور عیار لوگوں کے ذرائع آمدنی میں سے دوسرے کا مال بلا محنت حاصل کرنے کا ایک طریقہ جوئے کا کاروبار بھی ہوتا تھا پھر جب رسول پاکؐ کی بعثت ہوئی اور قانونِ اسلام کی بنیادی کتاب قرآن کریم کا نزول شروع ہوا تو جس طرح دوسرے معاملات اور مسائل کی اصلاحات ہوئیں اس طرح ناجائز ذرائع آمدنی میں سے بہت ناپسندیدہ طریقہ، قمار بازی اور جوئے کے ذریعہ دوسرے کا مال لوٹنے کا رواج۔ اور رسم کو بھی ختم کر دیا گیا۔ چنانچہ حق جل شانہ نے سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۹ میں ہر قسم کے جوئے کو حرام قرار دیا ہے۔ سورہ مائدہ کی اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے قمار بازی اور جوئے کے معاملات کو نہ صرف حرام قرار دیا ہے بلکہ اس کو انسانی معیشت کے لئے نہایت ہی گندا اور شیطانی عمل قرار دیا ہے اور حکم دیا گیا کہ اگر تم لوگ اپنی اور معاشرہ کی فلاح اور کامیابی چاہتے ہو۔ تو شراب جوئے کے کاروبار کو مکمل چھوڑ دو۔ نیز واضح ہو کہ میسر میں ہر قسم کی قمار بازی داخل ہے چنانچہ ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ جو کہ فقہائے صحابہ میں سے ہیں فرماتے ہیں ہر قسم کی قمار بازی جوا ہے۔ میسر قمار ہی ہے۔

مجاہدؒ نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے۔ ہر قسم کی قمار بازی میسر ہے یہاں تک کہ بچوں کا کھیل لکڑی کے گٹکوں اور اخروٹ وغیرہ کے ساتھ بھی۔ (درمنثور ص ۱۶۸ ج ۳)

حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے روایت ہے نرد اور شطرنج (جو کہ مختلف کھیلوں کا نام ہے) جوئے میں سے ہیں۔ (درمنثور ص ۱۶۸ ج ۳)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کیا نرد کا کھیل میسر میں داخل ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہر وہ کھیل جو کہ نماز اور اللہ کی یاد سے غافل بنا دیتی ہے وہ جوا ہے۔

(درمنثور ص ۱۶۸ ج ۳)

صاحب احکام القرآن جصاص فرماتے ہیں۔ میسر کی حقیقت یہ ہے کہ ایسا معاملہ کیا جائے جو نفع و نقصان کے خطرے کی بنیاد پر کیا جائے (ص ۴۶۵ ج ۲)

یعنی یہ بھی احتمال ہو کہ بہت سارا مال مل جائے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ کچھ نہ ملے گا بلکہ اصل بھی ضائع ہونے کا خطرہ ہو۔ یا اصل تو باقی ہو لیکن منافع کچھ نہیں جیسا کہ آج کل بیشتر لاٹریوں میں ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جس معاملہ میں مخاطرہ ہے یعنی اس میں نفع و نقصان کے خطرے کی بنیاد پر اس کو معلق کیا گیا ہے وہ شرعاً میسر اور قمار ہے اس لئے ناجائز ہے۔

دوسرا قاعدہ۔ تمام اہل علم کے درمیان اس میں اتفاق ہے کہ میسر اور قمار کے جملہ اقسام حرام ہیں۔

چنانچہ احکام القرآن جصاص میں ہے۔ تمام اہل علم کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ قمار اور جوا حرام ہے۔

تیسرا قاعدہ۔ ہر معاملہ مخاطرہ قمار میں داخل ہے۔

چنانچہ احکام القرآن جصاص میں ہے۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ نفع و نقصان کے خطرے کی بنیاد پر جو معاملہ کیا جاتا ہے وہ قمار میں سے ہے جو کہ ناجائز ہے۔

چوتھا قاعدہ۔ مخاطرہ کے مختلف معاملات جاہلیت میں رائج اور جائز تھے اسلام نے اس زمانہ میں رائج قمار کے ساتھ قمار بازی کو حرام قرار دیا ہے۔

چنانچہ احکام القرآن میں ہے کہ یہ ایام جاہلیت کے لوگ مال اور بیوی پر قمار بازی کا معاملہ کرتے تھے اور اس زمانہ میں یہ سب معاملات جائز تھے یہاں تک کہ اس پر حرام ہونے کا حکم نازل ہوا۔

تشریح۔ یعنی ہار جیت کے تحت یوں معاملہ ہوتا تھا کہ فلاں کام کرتے ہیں جو بھی جیتے گا اس کو ہارنے والا اتنی رقم ادا کرے گا یا جو بھی جیتنے والے کو ہارنے والا اپنی بیوی حوالہ کرے گا۔

چونکہ یہ معاملات ایسی ایک شرط یعنی جیتنے یا ہارنے کی بنیاد پر دائر تھے۔ نفع و نقصان اسی شرط پر موقوف ہوتے تھے۔ ہر فریق کو نفع کی امید ہونے کے ساتھ ساتھ نقصان کا بھی خطرہ ہوتا تھا اور اس میں دھوکہ، غرر، اور دوسرے مفاسد پیش ہوتے تھے اس لئے شریعت نے اس طرح کے تمام معاملات کو حرام قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے شریعت نے خرید و فروخت کے یا ہبہ و صدقہ کے جن عقود معاملات کی اجازت دی ہے ان میں ہر اس شرط کو باطل قرار دیا جو مخاطرہ پر مبنی ہو مثلاً اس بیع کو فاسد قرار دیا ہے جس میں بائع مشتری سے کہے میں نے یہ چیزیں تمہیں اس شرط پر فروخت کی کہ فلاں آدمی باہر ملک سے واپس آئے یا فلاں آدمی ملک سے باہر چلا جائے۔ یا میں نے فلاں چیز تمہیں ہبہ یا صدقہ کر دی اس شرط پر کہ بارش ہو جائے وغیرہ احکام القرآن جصاص میں تفصیلات موجود ہیں۔ (ص ۴۶۵ ج ۲)

شریعت نے قرعہ اندازی کی ہر اس صورت کو حرام قرار دیا ہے جس میں ایک شخص کسی چیز کے مالک بننے کا استحقاق نہیں رکھتا پھر بھی وہ قرعہ اندازی کی بنا پر اس کا حق دار بن جاوے اور دوسرا جو نقصان قبول کرنے کا پابند نہیں ہے لیکن قرعہ اندازی کی بنا پر وہ نقصان پذیر ہو جائے مثلاً ایک شخص کسی کمپنی میں دس روپیہ اس لئے جمع کرتا ہے کہ اسے

قرعہ اندازی میں نام آنے پر ایک لاکھ روپے مل جائیں، شرعاً یہ معاملہ جائز نہیں ہے کیونکہ دس روپے والا آدمی کمپنی سے دس روپیہ وصول کرنے کا حق تو رکھتا ہے مگر ایک لاکھ روپیہ وصول کرنے کا حق نہیں رکھتا لہٰذا اگر وہ دس روپے کے بدلہ میں اس سے زائد رقم وصول کرنے کے ارادے اور قرعہ اندازی میں نام آنے کی امید سے رقم جمع کراتا ہے تو یہ معاملہ قمار بازی ہے جب تک قرعہ اندازی نہیں ہوتی معاملہ یوں پڑا رہا تو قمار اور مخاطرہ ہے پھر اگر قرعہ اندازی میں نام نکل آیا اور اس کو دس روپے کے بدلہ میں ایک لاکھ روپے مل گئے تو یہ زائد رقم سود ہے کیونکہ شرعاً نقد رقم کا تبادلہ اگر نقد رقم سے ہو تو برابری کیساتھ لین دین کرنا ضروری ہوتا ہے کمی و بیشی کے ساتھ لین دین ربوٰی اور سود ہے اس لئے اس طرح کی قرعہ اندازی کے ذریعہ رقم حاصل کرنے کی بنیاد پر جو معاملہ کیا گیا ہے اس میں جوا اور سود دونوں چیزیں جمع ہو گئی ہیں۔

مسابقہ بلا معاوضہ و بلا انعام خواہ انسان کے درمیان ہو یا جانوروں کے درمیان سواری کے ساتھ ہو یا پیادہ دوڑ میں بغرض اصلاح بدن ہو یا فوجی و عسکری تعلیم و تربیت کے لئے ہو جائز ہے بلکہ امام نوویؒ نے مستحب لکھا ہے۔ البتہ محض تماشہ اور کھیل مقصود ہو تو جائز نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود "مسابقہ بالخیل" یعنی گھوڑ دوڑ کرائی ہے۔ ابن عمرؓ نے بھی گھوڑ دوڑ میں شرکت کی۔

لیکن مسابقت اگر عوض اور انعام کی شرط کے ساتھ ہے تو اس میں تفصیل ہے۔

الف۔ مسابقت اور بازی لگانے والے فریقوں کے درمیان لین دین کی کوئی شرط نہ ہو بلکہ حکومت یا کوئی جماعت یا انجمن یا تیسرا فرد بازی میں جیتنے والے کے لئے عوض اور انعام مقرر کرتا ہے تو یہ جائز ہے۔

ب) مسابقت کے دو حصے یعنی دو فریق میں سے کسی ایک فریق نے بازی جیت جانے پر دوسرے کے لئے انعام اور عوض دینے کا وعدہ کیا ہے دوسرے نے اپنے لئے کوئی شرط نہیں رکھی تو یہ بھی جائز ہے۔

ج۔ دو فریق باہمی شرط کے ساتھ مسابقت میں اس طرح سے حصہ لیں کہ مثلاً زید اور عمر شرط لگائیں کہ جو آگے بڑھے گا اس کے لئے ہارنے والے پر ایک ہزار روپیہ لازم ہوگا تو یہ جائز نہیں۔ یہ قمار اور جوا ہے۔

فریق یا چند فریق کے درمیان مسابقہ خواہ تقریر میں ہو یا مشاعرہ میں، گاڑی چلانے میں ہو یا جانوروں کے ساتھ بازی لگانے میں اگر مسابقت میں حصہ لینے والے دونوں فریق یا چند فریق ہر جیتنے والے کے لئے عوض (انعام) دینے کی شرط رکھیں تو یہ مسابقت ناجائز ہے۔

واضح ہو کہ یہ حقیقت ہے کہ زمانہ کی جدت کیساتھ ساتھ جس طرح ہر چیز کے اندر جدت اور تبدیلی آئی ہے اس طرح سود کا کاروبار جوا۔ اور سٹہ کے کاروبار میں بھی خاص تبدیلیاں آگئی ہیں لیکن ان کاروبار کے بنیادی عناصر کو دیکھا جائے تو ان کی اصلیت اور حقیقت وہی ہے جو سودی کاروبار اور قمار بازی میں ہوتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ شیطان انسان کے خون اور رگوں میں دوڑتا ہے اور اس کو گمراہ کرنے کے لئے ہر ایسے حربے طریقے اور راستے بتاتا ہے جس سے انسان راہ راست سے ہٹ جائے۔ صراط مستقیم سے دور ہو جائے۔ ان الشیطٰن یجری مجری الدم۔ اور یہ بھی قرآن میں ہے کہ شیطان انسان اور جنوں میں سے ہوتا ہے اور ہر حال میں ظاہری یا پوشیدہ طریقے سے طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے۔ شیطان اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہو کر اور یہ کہہ کر میں شیطان ہوں۔ دھوکہ نہیں دیتا بلکہ دلوں کے پاس جا کر شیطانی طریقے بتلاتا ہے۔

واضح رہے کہ شیطان جیسے صحیح عقائد اور ایمان سے ہٹانے کے لئے غلط اور باطل عقیدے کا سبق پڑھاتا ہے۔ اسی طرح اعمال سے ہٹانے اور دور کرنے کے ارادے سے بعض اعمال کو مزین اور خوشنما کر کے پیش کرتا ہے۔ حلال کو حرام بنا کر اور حرام کو حلال کی صورت میں پیش کرتا ہے اور لوگوں کی توجہات اپنی جانب مائل کرنے کے لئے نئے نئے ناموں اور عنوانات سے گمراہی پھیلاتا ہے مثلاً زیر بحث مسئلہ قمار بازی اور جوئے کی جملہ اقسام قرآن و سنت کی رو سے حرام ہیں یہ تو بالکل واضح ہے۔ اس لئے شیطان کبھی یہ کہہ کر قمار بازی اور جوئے کے کاروبار جائز ہیں۔ مسلمانوں کے سامنے تو نہیں سکتا کبھی تو اس نے سوچا اب اس کا نام بدل دیا جائے۔ عنوانات بدل دیئے جائیں تو لوگوں کو دھوکا دیا جا سکتا ہے اس لئے اب تک قمار بازی کے معاملات میں جو نئے نام اور نئے عنوانات سے دھوکے دیئے جا رہے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) مختلف کمپنیوں اور حکومت کے اداروں کی جانب سے مختلف ناموں سے انعامی بانڈز کے ذریعہ سرمایہ بڑھانے کی اسکیم اور قرعہ اندازی اور لاٹری کے ذریعہ سرمایہ کو تحفظ فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ امیر بنانے والے پروگرام ہیں۔

(۲) مختلف سرٹیفکیٹس جن کو خریدنے پر اسکیم کے تحت ماہانہ منافع کے وعدے کے ساتھ ساتھ سہ ماہی یا ششماہی قرعہ اندازی میں نام نکلنے پر لاکھوں سے ہزاروں روپے کے انعامات دینے کے اعلانات بھی شامل ہیں۔

(۳) مختلف اشیاء کے کاروبار کرنے والے دکاندار جو اپنے کاروبار چمکانے اور فروغ دینے کے لئے قسطوں میں اشیاء فروخت کرتے ہیں اور اس میں بعض ناجائز شرائط لگانے کے علاوہ یہ بھی کرتے ہیں کہ وہ اپنی دکان میں قسطیں جمع کرانے والوں کے نام قرعہ اندازی کرتے ہیں اور جن لوگوں کے نام آتے انہیں مختلف مقدار کی رقوم یا بمقابلہ رقم مختلف اشیاء ان کی رقم کے تناسب سے دیتے ہیں۔ مثلاً جس شخص نے لاکھ روپیہ کی گاڑی خریدنے کے لئے قسطیں جمع کرانا شروع کر دیں اگر دو ایک قسط کے بعد اس کے نام لاکھ روپے کا انعام نکل آیا ہے تو یہ شخص مجاز ہوگا چاہے لاکھ روپے کی گاڑی وصول کرے یا ایک لاکھ روپے وصول کرے یا دوسری چیز اس سے کم قیمت کی خرید کر بقیہ پیسے وصول کرے یا زیادہ قیمت کی گاڑی خرید کر ایک لاکھ سے زائد فرق دکاندار کو ادا کرے۔ غرض آگے اس کو معاہدہ کے تحت قسطیں ادا کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور قرعہ اندازی میں جن لوگوں کا نام نہیں آتا وہ آخری قسطیں جمع کرانے کے بعد چاہے تو وہ مطلوبہ چیز وصول کریں یا اپنی رقم واپس لے لیں۔

(۴) مختلف فرضی ادارے اور کمپنیوں کے شیئرز

کی خرید و فروخت اور اس میں منافع دینے کے اعلان۔ پھر قرعہ اندازی میں نام آنے پر لاکھوں سے لے کر ہزاروں تک کے انعامات دینے کی اسکیمیں۔ یہ اور ان جیسے تمام انعامی بانڈز اور قرعہ اندازی۔ لاٹری۔ سٹے کے پروگرام سب کاروبار قمار بازی جوئے اور سودی لین دین ہونے کی بنا پر قرآن و سنت کی رو سے ناجائز اور حرام ہیں۔ لیکن شیطان اور اس کی اولاد نے چونکہ ہمارے ہوشیار اور چالاک تاجروں کو اور سادہ لوح مسلمانوں کو یہ سمجھا دیا ہے کہ قمار بازی کے کاروبار میں منافع اور فائدے دوسرے کاروبار کے مقابلہ میں چونکہ زیادہ ہیں لہٰذا انہیں کو اختیار کرنا مناسب ہے۔ پھر وہ خدا اور اس کے رسولؐ کے احکام کو بھی پامال کر دیتے ہیں۔

(۱) انعامی بانڈز اس طرح ان جیسے دوسری اسکیموں کے تحت لوگوں کے نام قرعہ اندازی میں نکل آتے ہیں وہ اگر جمع شدہ پانچ روپے سے لے کر ہزار روپے کے بدلہ میں لاکھوں روپے کما سکتے ہیں اس میں کیا حرج ہے جبکہ نقصان بالکل نظر نہیں آتا۔

(۲) پھر اگر قرعہ اندازی میں نام نہیں بھی آیا تو سرمایہ تو محفوظ ہے۔ دوسری یا تیسری یا کسی بھی قرعہ اندازی میں نام آنے کا امکان تو باقی رہتا ہے۔

(۳) انعام حاصل کرنے والا بدحال بلا محنت و مشقت معمولی رقم کے بدلہ میں یکدم خوشحال بن جاتا ہے۔ یہ بہت بڑا فائدہ ہے۔

(۴) انعام حاصل کرنے والا غریب آدمی جس کو امیر بننے کی خواہش تھی اپنے دیرینہ افلاس اور غربت کو ختم کر کے منٹوں میں امیر بن جاتا ہے۔

(۵) نیز انعامی بانڈز خریدنے پر حکومت کی جانب سے عائد کردہ انکم ٹیکس وغیرہ سے بچت ہو جاتی ہے۔

واضح رہے کہ قماربازی اور جوئے کے یہ وہ فوائد اور منافع ہیں جو ہمارے زمانہ کے شیطان اور ان کے پیروکار لوگوں کو بتاتے ہیں۔

اب سنیے کہ شیطان اور اس کے پیروکاروں کے ان خوشنما دھوکے اور ناپاک منصوبوں میں واقعی فائدے زیادہ ہیں یا نقصان زیادہ۔ جب ہمارے خالق، مالک رب العٰلمین نے قمار بازی اور اس کے جملہ اقسام کے بارے میں بتا دیا ہے کہ اس میں بعض میں منافع تو ہیں لیکن اس میں تمہارے نقصانات زیادہ ہیں اور یہ شیطانی عمل ہے اور تمہارے لئے حرام ہے پھر مسلمانوں کو کیا اختیار رہ جاتا ہے کہ اس میں صرف فائدے کی باتوں کو اچھالتے رہیں اور اس کے جواز کے لئے راہ تلاش کرتے پھریں اور شیطان کی طرفداری کریں یہ تو کسی مسلمان کو ہرگز زیب نہیں دیتا۔

قرآن کریم کی آیت اور اس کی تشریح گزر چکی ہے کہ اللہ رب العٰلمین نے واضح الفاظ میں کہہ دیا ہے۔

(۱) شراب اور قمار بازی سب گندے اعمال ہیں۔

(۲) شیطان کے کاروبار ہیں۔

(۳) انہیں امور کے ذریعہ شیطان تمہیں آپس میں لڑانا چاہتا ہے باہمی دشمنی اور عداوت پیدا کرنا چاہتا ہے۔

(۴) ان کے ذریعہ سے اللہ کے احکام اور اس کے ذکر اور نماز سے دور رکھنے کی سعی کرتا ہے۔

اور اس کے علاوہ رسول اللہؐ نے اور صحابہ کرامؓ نے اور ان کے بعد آئمہ مجتہدین نے جو نقصانات بتائے ہیں وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) جوئے کے اندر یہ خرابی بھی ہے کہ اس میں دوسرے کا مال باطل اور ناجائز طریقے سے حاصل کیا جاتا ہے جو کہ ممنوع اور حرام ہے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔ یعنی دوسرے کا مال باطل اور غلط طریقے سے مت کھاؤ۔ نیز رسول اللہؐ نے فرمایا۔ یعنی لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہوں گے جو دوسرے کا مال ناحق ہڑپ کر جاتے ہیں پس ان کے لئے جہنم کی آگ ہے۔

(۲) نیز رسول اللہؐ نے فرمایا۔ جس نے اپنے ساتھی سے کہا آیئے تمہارے ساتھ جوا کھیلتے ہیں پس اس کا کفارہ یہ ہے کہ کچھ صدقہ کر دے۔

یعنی قمار بازی کی دعوت دینا بھی اتنا گناہ ہے کہ اس کے کفارہ کے لئے صدقہ کرنے کا حکم ہے اب اندازہ کیجئے جو لوگ قمار بازی جوا کے معاملے کو اپنے معاش اور زندگی کا کاروبار بنائے ہوئے ہیں انکے لئے کیا حکم ہوگا۔

(۳) حدیث میں ہے ان کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

(۴) جوئے کا کاروبار نص قطعی قرآن سے حرام ہے۔ جو بھی اس کی حرمت سے انکار کرے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ اگر توبہ نہیں کرتا تو ایسا شخص واجب القتل اور گردن زنی کا مستحق ہوتا ہے اور اس کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

(۱) اور جو لوگ جوئے کے کاروبار کو حرام جانتے ہیں لیکن مال اور دولت کی حرص میں آکر اسے چھوڑتے نہیں وہ حرام کی کمائی کر رہے ہیں اور فاسق ہو جاتے ہیں توبہ ان پر لازم ہے ورنہ گناہ کے بدلے جہنم میں جانا اس کی سزا ہے۔

(۲) قماربازی اور اس قسم کے کاروبار کی وجہ سے معاشرہ میں بگاڑ اور فساد پیدا ہوتا ہے۔

(۳) دل میں مال کی حرص پیدا ہوتی ہے اور بڑھتی رہتی ہے۔

(۴) جوا اور قمار بازی اگر دو آدمیوں کے درمیان ہے تو ظاہر ہے ہار جیت میں ایک کا فائدہ ہے دوسرے کا نقصان ہے اور چند آدمیوں کے درمیان ہے تو اس میں بھی بعض کا فائدہ ہے اور بعض کا نقصان ہے اور فائدہ بھی اس طرح ہے کہ دوسرے کو نقصان میں ڈال کر لیکن اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ دوسرے کو اس طرح ناجائز ضرر اور نقصان پہنچا کر خود فائدہ اٹھاؤ۔ دوسرے کو فقیر بنا کر خود مالدار بن جاؤ۔

(۵) اور جن کمپنیوں نے انعامی بانڈز کا سلسلہ شروع کیا کہ ان میں بے شمار لوگ حصہ لیتے ہیں خواہ امیر ہوں یا غریب۔ امیر اور دولتمند بننے کا شوق کس کو نہیں ہوتا اس لئے بعض چند افراد نے کسی کمپنی کے نام سے ادارہ کھولا ہے وہ لوگوں کی جمع شدہ رقم سے جائز و ناجائز ہر قسم کے کاروبار کرتے ہیں۔

سودی کاروبار بھی کرتے ہیں۔ کچھ پیسے سودی اداروں میں جمع رکھتے ہیں اور لوگوں کو سود پر قرضے دیتے ہیں غرض مختلف طریقوں سے ادارہ کے لوگ منافع کماتے ہیں پھر جتنا منافع ملتا ہے اس میں سے ایک معمولی

حصہ قرعہ اندازی میں نام آنے والوں پر تقسیم کرتے ہیں۔ باقی منافع ادارے اور کمپنیوں کے افراد تقسیم کر لیتے ہیں جن لوگوں کا نام قرعہ اندازی میں نہیں نکلتا ان کا اصل سرمایہ تو محفوظ رہتا ہے لیکن اس پر مختلف طریقوں سے جو منافع کمپنی نے حاصل کیا ہے اس میں لاکھوں افراد جن کے سرمائے سے منافع کمایا ہے ان کو محروم کر دیتے ہیں۔ کمپنی اور ادارہ کے افراد نے جن لاکھوں افراد کے سرمایہ سے منافع کمایا اور منافع کا ایک حصہ قرعہ اندازی میں نام آنے والے چند افراد کے درمیان تقسیم کیا باقی منافع خود بلا کسی سرمایہ لگائے کھا گئے۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ لاکھوں افراد کو نقصان پہنچا کر اگر چند افراد کو فائدہ ہوا ہے تو یہ فائدہ ہے یا نقصان؟ اس سلسلہ میں ہر ذی شعور اور صاحب عقل یہی کہے گا کہ جس کاروبار سے اکثریت کو نقصان پہنچتا ہے تو یہ درحقیقت کوئی فائدہ مند کاروبار نہیں ہے بلکہ نقصان دہ کاروبار ہے۔

نیز انعامی بانڈز اور قماربازی کے معاملات میں جیسا کہ غریب اور کم سرمایہ والے حصہ لیتے ہیں اس طرح امیر طبقہ اور سرمایہ دار بھی حصہ لیتے ہیں بلکہ امیر طبقہ اور سرمایہ دار طبقہ زیادہ سے زیادہ انعامی بانڈز اور اس طرح کے شیئرز خرید لیتے ہیں تاکہ قرعہ اندازی میں نام نکلنے کا امکان زیادہ سے زیادہ یقینی ہو، مثلاً

ایک کم سرمایہ دار ایک ایک ہزار کے یا پانچ ہزار کے انعامی بانڈز کے پانچ ٹکٹ یا شیئرز خرید لیتے ہیں دوسرا زیادہ سرمایہ دار ایک ایک ہزار کے لاکھ دو لاکھ روپے کے ٹکٹ یا شیئرز خرید لیتے ہیں تو ایسے حالات میں جو بیوپاری زیادہ سے زیادہ سرمایہ کے حصے خریدتا ہے قرعہ اندازی میں اس کا نام نکلنے کا امکان ۸۰ سے ۹۰ فیصد ہے اور جس نے پانچ ہزار روپے کے پانچ ٹکٹ خریدے ہیں اس کے نام نکلنے کا امکان زیادہ سے زیادہ پانچ سے دس فیصد تک ہے۔ لہذا نتیجہ یہ نکلے گا کہ انعامی بانڈز یا اس طرح قماربازی اور سٹے کے معاملات میں زیادہ سے زیادہ فائدے اور منافع سرمایہ داروں کو پہنچتے ہیں نہ کہ کم سرمایہ والے افراد کو۔ یعنی امیر تو امیر تر بنتا جاتا ہے اور غریب طبقے کے لوگ بیچارے جو پانچ دس ہزار روپے کا کاروبار کر کے جائز منافع کما سکتے تھے اس سے بھی وہ محروم رہ جاتے ہیں۔ یہ ان کا زبردست نقصان ہے۔

نیز سرمایہ داروں کو جو فائدے نظر آ رہے ہیں حقیقت میں یہ کوئی فائدے نہیں ہیں بلکہ جوا اور سود کی وجہ سے ان کے لئے بھی نقصان کا کاروبار ہے کیونکہ ناجائز آمدنی حرام آمدنی ہے اس سے وہ تمام نقصانات ہوتے ہیں جن کا ذکر گذشتہ سطور میں ہوا ہے۔ اسی واسطے شریعت نے تجارت اور خرید و فروخت کے ذریعہ مال حاصل کرنے کو حلال قرار دیا ہے لیکن جوئے اور قماربازی کے ذریعہ مال حاصل کرنے کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے غرض قماربازی یا جوئے اور قماربازی کے جتنے اقسام مختلف ناموں سے اس وقت رائج ہیں۔ سب کے سب ناجائز و حرام ہیں اور اس سے ملک کی پوری دولت چند امیروں کے ہاتھ جمع ہو جاتی ہے کم سرمایہ دار اور غریب طبقہ نقصان پذیر ہوتے ہیں۔ اسلام نے اس کو ناپسندیدہ عمل قرار دیا ہے کہ دولت چند ہاتھوں میں جمع ہو جائے۔

جوئے اور سٹے کے کاروبار میں یہ بھی نقصان ہے کہ بعض لوگوں کو کچھ مال تو مل جاتا ہے لیکن چونکہ لوگوں کی اکثریت منافع اور فائدے بلکہ بعض دفعہ اصل سرمایہ سے بھی محروم ہو جاتے ہیں تو یہ معاملات معاشی ناہمواری اور ظلم و زیادتی کے سبب بنتے ہیں۔

جوئے اور سٹے کے کاروبار کو فروغ ملنے سے یہ بھی نقصان ہے کہ اس سے لوگوں میں حلال روزی کمانے کی محنت و مشقت کی طرف توجہ کم ہو جاتی ہے۔ بلا محنت و مشقت پیسے کمانے اور دولتمند بن جانے کی خواہش میں پڑ جاتے ہیں حالانکہ قرآن و حدیث میں کسب حلال کے لئے محنت و مشقت کرنے کا حکم آیا ہے۔

مذکورہ بالا تمام خرابیوں اور نقصانات کے مقابلہ میں ان فوائد کو بھی دیکھا جائے جو کہ جوئے اور سٹے کے کاروبار میں بعض افراد کو حاصل ہوتے ہیں اور جوئے کے کاروبار کو فروغ دینے والے بتاتے ہیں۔ پھر نتیجہ یہ نکلے گا کہ ایسے کاروبار نہیں کرنے چاہئیں۔ انہیں غیر قانونی قرار دینا چاہیے کیونکہ ایسے موقع پر شریعت کا اصول یہ ہے کہ جس کام میں منافع کے مقابلہ میں ضرر زیادہ ہو نفع سے نقصانات زیادہ ہوں یا ضرر اور منافع دونوں مساوی ہوں تو اس کام کو چھوڑ دیا جائے گا تاکہ نقصان اور ضرر سے بچا جا سکے۔ جوئے اور سٹے کے معاملات میں تو ننانوے فیصد نقصان ہے اور ایک فیصد نفع ہے۔

پھر اس جیسے کاروبار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کا گناہ الگ ہے۔

ملک اور ملک کے افراد کا زبردست مالی نقصان ہے۔ اخلاقی نقصان ہے۔

نیز قماربازی کے جملہ اقسام میں جب قرعہ اندازی میں انعام مل جاتا ہے تو اس میں سود کی حقیقت اور اس کے احکام بھی آ جاتے ہیں لہذا جتنی دینی و دنیاوی نقصانات سود اور سود خوری میں پائے جاتے ہیں اتنے نقصانات جوئے اور سٹے کے کاروبار میں جاتے ہیں۔

جب آدمی جوئے اور سٹے کے کسی نہ کسی کاروبار میں حصہ لیتا ہے پھر اس سے دینی حمیت و غیرت ختم ہو جاتی ہے۔ پھر اگر اس نے توبہ نہیں کی تو آہستہ آہستہ ایمان اور اسلام کی حقیقت اس سے سلب ہو جاتی ہے جس کو جنت کے لئے بنایا گیا تھا وہ اپنے اعمال و کرتوت کے بدلہ میں جہنم میں جانے کا مستحق بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس سے ہمیں اور تمام مسلمانوں کو نجات دے اور ہمیں ہدایت نصیب فرمائے اور جوئے و قماربازی کے جتنے اقسام اس ملک میں رواج پذیر ہو گئے ہیں ان کے نقصانات اور برائیاں ہمارے دلوں میں ڈال دے۔

بقیہ: عقیدہ ختم نبوت

کے لیے، کوئی رنگ، کوئی زبان، کوئی قومیت اور کوئی وطن آپ کی عالمگیر نبوت سے مستثنیٰ نہیں۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نبی ہیں ہر گورے کے لیے، ہر کالے کے لیے، ہر عجمی کے لیے، ہر عربی کے لیے، مشرق سے مغرب تک، شمال سے جنوب تک، تحت الثریٰ سے ثریا تک اور فرش سے عرش تک، غرض یہ کہ جہاں تک خدا کی خدائی ہے وہاں تک مصطفیٰؐ کی مصطفائی ہے۔

خدا یکتا الوہیت میں تو یکتا رسالت میں
کسی کو اب نبی ہونے کا دعویٰ ہو نہیں سکتا

جاری ہے

فتنۂ مرزائیت اور تحریکِ ختمِ نبوّت پر

حضرت مولانا اخلاق حسین قاسمی دہلوی کا ولولہ انگیز خطاب

حضرت مولانا اخلاق حسین قاسمی دہلی بھارت کے مشہور و معروف عالم دین محقق ادیب، اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں آپ پاکستان تشریف لائے تو کئی روز آپ کا قیام لاہور میں رہا۔ بندہ کی دعوت پر آپ نے ۲۰ دسمبر کا خطبہ جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور میں ارشاد فرمایا۔ افادہ عوام کے لیے ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

محمد اسماعیل شجاع آبادی مبلغ ختم نبوت، لاہور

دینِ اسلام کی دوسرے ادیان کے مقابلہ میں عظمت و خصوصیت یہ ہے کہ یہ خدا کا آخری دین ہے اس لیے مکمل دین ہے اور اس دین کے ہادی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری نبی ہیں اور اس دین کامل اور نبی کامل کی اتباع کرنے والی امت قیامت تک سب سے افضل امت ہے۔

قرآن کریم نے اعلان کیا۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (مائدہ) آج (یوم عرفہ) میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل مکمل کر دیا۔ اور تم پر اس دین کی حفاظت کے لئے اپنی نعمت تمام کر دی اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔

قرآن کریم نے اس دین آخری کے ہادی برحق کو خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین کے لقب سے نوازا اور آپ کو کافۃ للناس فرمایا۔ کافۃ للناس یعنی آپ بحیثیت ہادی و بشیر تمام نوع انسانی کے حق میں کافی ہیں۔ اور یہی مفہوم خاتم النبیین کا ہے اور رحمۃ للعالمین کا مفہوم بھی یہی ہے کہ سرکار اقدس کا وجود گرامی خدا تعالیٰ کی رحمت کا، اس کے بندوں کے حق میں مکمل سامان ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کئی گمراہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ان میں مسیلمہ کذاب بھی تھا۔ اسلام کو ختم کرنے کی پہلی کوشش تھی۔ اس کذاب کی سرکوبی کے لئے رسول پاک کے خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر نے جہاد کیا اور اس فتنہ کو نیست و نابود کر دیا۔

انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ کرنے کے بعد ہندوستان سے اسلام کو مٹانے کی کوشش شروع کی۔

انگلینڈ کے وزیر اعظم گلیڈ سٹون نے پادریوں کا ایک وفد ہندوستان بھیجا تا کہ وہ اسلام کی بنیادی کتاب قرآن کریم کو نذر آتش کر دیں۔ چنانچہ پادریوں نے یہ مقدس فعل شروع کر دیا۔ علماء حق کو جب اس فتنہ کی خبر ملی تو انہوں نے پادریوں کو جمع کر کے قرآن کریم کی غیبی حفاظت کا منظر دکھایا۔ اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو کھڑا کر کے قرآن کریم سنوایا۔ اور بتایا کہ قرآن مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ ہے۔ قرآن کے مصحفوں کو جلانے سے قرآن ختم نہیں ہو سکتا۔

اسی انگریز نے مرزا غلام احمد کو نبی بنا کر کھڑا کر دیا اور اس کذاب کے ذریعے ایک نئی شریعت اور نئی امت بنانے کی سازش شروع کر دی۔

اللہ تعالیٰ نے اس گمراہ کن فتنے کی سرکوبی کے لئے ایک جماعت کو توفیق خاص عنایت فرمائی۔ اور یہ جماعت مجلس احرار ہے۔

علماء محققین نے لکھا کہ جس طرح تجدید اسلام کے لئے فرد واحد کی صورت میں مجدد کھڑا ہوتا ہے اسی طرح ایک جماعت کی صورت میں بھی مجدد نمودار ہوتا ہے۔

اس طرح پر قیاس کر کے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح اس امت میں مخالف اسلام فتنوں کی سرکوبی کے لئے فرد واحد کی صورت میں صدیق پیدا ہوتے ہیں اسی طرح جماعتوں کی صورت میں صدیق کھڑے کئے جاتے ہیں۔

اس امت کے صدیق اکبر حضرت ابو بکر تھے اور پھر حسب ضرورت ہر دور میں کبھی فرد واحد کی صورت میں اور کبھی جماعتوں کی شکل میں صدیق پیدا ہوتے رہے۔

صدیق و مجدد میں یہ فرق معلوم ہوتا ہے کہ مجدد کی سرگرمیوں پر علمی اور روحانی رنگ غالب ہوتا ہے۔ اور صدیق کی جدوجہد پر عملی جہاد اور عملی اقدام کا رنگ غالب نظر آتا ہے۔

قادیانیت اور مرزائیت کے فتنہ کی سرکوبی ہر سطح پر مجاہدین احرار کے ذریعہ وجود میں آئی۔

مجلس احرار اسلام اس نقطہ نظر سے جماعت صدیقی تھی اور اس جماعت کے امیر حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ تھے اس جماعت کے رہنماؤں نے برصغیر کے اس شیطانی فتنہ کی جڑیں کھوکھلی کیں خاص طور پر حضرت سید بخاریؒ کی معجزانہ خطابت نے ناموس ختم نبوت کی حفاظت میں تاریخی رول ادا کیا اور خطابت کے ساتھ عملی سرفروشیوں جیل اور قید و بند کی مصیبتوں اور مسلم نوجوانوں میں جوش و جذبہ بھر کر انہیں گولیاں کھانے کی بے مثال تاریخ کے ذریعہ عہد صدیق اکبر کے جہاد کی ایک جھلک دنیا کو دکھا دی۔

اس دور کے عارف باللہ حضرت الاستاذ مولانا احمد علی لاہوریؒ کے یہ الفاظ اس ناچیز کی تائید کے لئے کافی ہیں۔ حضرت نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے اختتام پر ایک اجتماع کو خطاب کر کے فرمایا تھا۔

میں اپنے یقین و وجدان کی بنا پر کہتا ہوں کہ جو لوگ ختم نبوت کی تحریک میں دیوانہ وار شریک ہوئے وہ سب جنتی ہیں۔ میرے سامنے یوں بیٹھے ہوئے ہو اسے محسوس کرتا ہوں کہ میں اہل جنت سے خطاب کر رہا ہوں

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے بعد ایک افسر نے طنز کے طور پر کہا شاہ جی! آپ کی تحریک کا کیا بنا؟

شاہ جی نے برجستہ کہا

میں نے اس تحریک کے ذریعے مسلمانوں کے دلوں میں ایک

باقی صفحہ ۲۵ پر

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

عقیدہ ختمِ نبوّت

تحریر :۔ طاہر رزاق، لاہور

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب انسان کو اس دنیا میں آباد کیا تو ساتھ ساتھ انسانوں کی تعلیم وتربیت اور رشد وہدایت کے لیے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا۔ یہ گراں قدر ہستیاں مختلف اوقات میں، مختلف ادوار میں، مختلف مقامات پر تشریف لاتی رہیں اور انسانیت کی رہبری کا فریضہ سرانجام دیتی رہیں۔ نبوت کا یہ روشن سلسلہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور سید البشر جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ختم ہوگیا۔ اس بزم گیتی میں سب سے پہلے نبی آدمؑ اور سب سے آخری نبی حضورؐ ہیں۔ آدمؑ سے پہلے نبی کوئی نہیں اور حضورؐ کے بعد نبی کوئی نہیں۔ دین اسلام میں اس عقیدہ کو عقیدہ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔ دین اسلام کی رفیع الشان عمارت اسی عقیدہ کی بنیاد پر کھڑی ہے۔ دین اسلام کا مرکز ومحور یہی عقیدہ ہے اور دین اسلام کی روح وجان یہی عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ میں معمولی سی لچک یا جھول انسان کو ایمان کی رفعتوں سے گرا کر کفر کی پستیوں میں پٹخ دیتی ہے۔ عقیدہ ختم نبوت اس اہمیت وحیثیت کا حامل ہے کہ قرآن مجید ایک سو مرتبہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ختم نبوت کا اعلان کر رہا ہے اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دو سو دس مرتبہ سے زائد ــــــــــــــ اس عقیدہ کی حقانیت پر گواہی دے رہا ہے۔

اب ہم قرآن پاک کی چند آیات بینات سے مسئلہ ختم نبوت ثابت کرتے ہیں۔

اِعلان ختم نبوت

رب العزت اپنے آخری نبیؐ کو تخت ختم نبوت پر بٹھا کر آپ کے سر اقدس پہ تاج ختم نبوت سجا کر اور کائنات کی فضاؤں میں "لا نبی بعدی" کا پرچم لہرا کر آپ کی ختم نبوت کا اعلان یوں کر رہے ہیں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

(ترجمہ) نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا۔

جب ہم مندرجہ بالا آیت کے الفاظ کی گہرائی میں جاتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ زبان عرب میں خاتَم یا خاتِم کا لفظ جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی آخری اور ختم کرنے والا ہی ہوتے ہیں، اس کے علاوہ اور کوئی معنی نہیں ملتے۔ جیسا کہ عربی زبان کی سب سے ضخیم اور سب سے مستند لغت کی کتاب "لسان العرب" میں لکھا ہے۔

خِتَامُ الْقَوْمِ وَخَاتَمُهُمْ وَخَاتِمُهُمْ خِتَامُ الْقَوْمِ خَاتِمُ الْقَوْمِ (ت کے زیر سے) اور خَاتَمُ الْقَوْمِ (ت کے زبر سے) سب کے معنی آخِرُهُمْ قوم کا آخری فرد ہے۔

لغت کی مشہور کتاب "تاج العروس" میں ہے کہ ومن اسمائہٖ علیہ السلام الخاتم والخاتَمُ وَهُوَ الذی ختم النبوۃ بمجیئہٖ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ناموں میں سے خاتِم اور خاتَم ہے۔ اور وہ ذات اقدس ہے جس نے آکر نبوت ختم کر دی۔ خاتم کا مادہ ختم ہے۔ ختم کے لغوی معنی کسی چیز کو اس طرح بند کرنے کے ہیں کہ نہ اس کے اندر کی چیز باہر نکل سکے اور نہ باہر کی چیز اس کے اندر جا سکے۔ اس کے دوسرے معنی کسی چیز کو بند کر کے اس پر مہر لگانے کے ہیں جو اس بات کی علامت ہے کہ اس کے اندر سے نہ کوئی چیز باہر نکل سکتی ہے اور نہ کوئی باہر کی چیز اس کے اندر جا سکتی ہے۔

حضور خاتم الانبیاءؐ، صحابہ کرامؓ، محدثینؒ، مفسرینؒ اور اکابرین امت نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کیے ہیں کہ جن کے بعد اور کوئی نبی پیدا نہ ہو۔

تکمیل دین

عرفات کا وسیع وعریض میدان تھا۔ حجۃ الوداع کا مبارک موقع تھا، جمعہ کا دن تھا۔ ختم نبوت کے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پروانے جمع تھے۔ نبیوں کے سردار ختم نبوت کے تاجدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ان پروانوں کے جھرمٹ میں جلوہ افروز تھے اور تاریخ میں انقلاب برپا کر دینے والا خطاب فرما رہے تھے، انسانیت کو دستور حیات عطا کر رہے تھے کہ ملائکہ کے سردار اور وحی کے پیامبر

حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر حاضر ہو جاتے ہیں

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاؕ

یہ آیت کریمہ اس بات کا اعلان تھا کہ دین اسلام ظاہری، باطنی، صوری، معنوی ہر لحاظ سے مکمل ہو چکا نبوت کی نعمت پوری ہو چکی، قانون و شریعت کے معاملات طے ہو چکے، عقائد، اعمال، اخلاق، حکومت، سیاست مکروہات و مستحبات اور حرام و حلال کے اصول بن چکے۔

تاریخ انبیاء شاہد ہے کہ جب بھی کوئی نیا دین آیا اسے کوئی نیا نبی لے کر آیا۔ اب تکمیل دین کی وجہ سے کوئی نیا دین نہیں آنا تو کوئی نیا نبی بھی نہیں آئے گا۔ اس لیے تکمیل نبوت کے ساتھ تکمیل دین بھی ہو گئی۔ لہٰذا نبوت و رسالت آپؐ پر ختم، دین آپؐ پر ختم، شریعت آپؐ پر ختم، سلسلۂ وحی آپؐ پر ختم، آسمانی کتب آپؐ پر ختم، آپ کا دین خاتم الادیان آپؐ کی شریعت خاتم الشرائع آپؐ کی نبوت ختم نبوت اور آپ کی ذات اقدس خاتم النبیینؐ۔

عالمگیر نبوت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل تشریف لانے والے سارے نبیوں کی نبوتیں محدود علاقے، محدود وقت اور محدود انسانوں کے لیے تھیں۔ کوئی نبی ایک گاؤں کے لیے نبی بن کر آیا، کوئی ایک قصبہ کے لئے نبی بن کر آیا، کوئی ایک شہر کے لیے نبی بن کر آیا، اور کوئی ایک ملک کے لیے نبی بن کر آیا۔ لیکن جب آمنہؓ کے لال اور عبداللہؓ کے دریتیم جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باری آئی تو رب کائنات نے نبیؐ کائنات کا تعارف یوں کرایا۔

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا

(ترجمہ) آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

نبوت محمدی کا دامن ساری کائنات کی وسعتوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ نبوت محمدی کا بحر بیکراں زمان و مکاں کی قیود سے بالاتر ہے۔ آپؐ کی نبوت ہر زمان کے لیے، ہر مکاں کے لئے، ہر جہاں کے لیے اور ہر انسان

باقی صہ۲۳ پر

بقیہ:۔ فتنۂ مرزائیت

ایک ٹائم بم فٹ کر دیا ہے جو وقت آنے پر پھٹ جائے گا۔ اس وقت مرزائیت کو وقت کی کوئی طاقت نہ بچا سکے گی۔

چنانچہ یہ ٹائم بم خود قادیانیوں کے ہاتھوں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر پھٹا اور نتیجہ یہ نکلا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

اس طرح جماعت صدیقین کی جدوجہد کامیابی کی منزل سے ہمکنار ہو گئی۔

اب یہ فتنہ ہندوستان میں سر اٹھا رہا ہے۔ اور قادیان کے اندر دسمبر کے آخر میں اس فرقہ ضالہ کا جشن منعقد ہو گا ہندوستان ایک سیکولر ملک ہے۔ جس میں ہر فرقہ کو آزادی رائے حاصل ہے۔

البتہ مسلمانان ہند کے لیے یہ ایک بڑی آزمائش ہے اور خدا کی ذات سے قوی امید ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے اٹھیں گے۔

لیکن اہل پاکستان کو اور خاص طور پر علماء حق کو اس فتنہ سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ بعید نہیں کہ اس فتنہ کے اثرات خود بخود ان سے آگے بڑھ کر پاکستان کو پریشانی میں مبتلا کریں۔

سنا ہے کہ تین چار ہزار افراد نے انڈیا کا ویزہ حاصل کر کے قادیان گئے ہیں۔ آخر یہ کون لوگ ہیں۔؟

علماء کرام اور حکومت پاکستان کو اس پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

بقیہ:۔ کیٹ سٹیفن

آسائش اسے حاصل تھی۔ لیکن اندر ایک بے کلی تھی۔ اضطراب اور بے سکونی۔ اس نے ساری دنیا کا چکر لگایا۔ ڈانسنگ، ڈرنکنگ، ڈرگز کا سہارا لیا۔ اس کی پیاسی روح کے لئے تسکین کا سامان کہیں نہ تھا۔ کوئی چیز اس کے لئے وجہ قرار نہ بن سکی۔ اور پھر ایک روز "دالکتاب" اس کے ہاتھ لگ گئی، کتاب ہدایت، اس کے لئے سکون و قرار کا اہتمام ہو گیا تھا۔ موج در موج بے کلی تھم گئی تھی۔ بے شمار سوالات جو اسے بے قرار رکھتے۔ اسے بے سکون کر دیتے۔ اب ایک ایک کر کے ان کا جواب مل گیا تھا۔ یہ ۱۹۷۷ء کا زمانہ تھا جب وہ کیٹ سٹیفن سے یوسف اسلام بن گئے۔ انہیں معلوم تھا۔ جس کرب سے وہ خود برسوں دوچار رہے۔ اسی کرب سے ان کے لاتعداد، بے شمار، مغربی بھائی بند دوچار ہیں۔ انہوں نے فیصلہ کر لیا۔ وہ ان سب تک اسلام کی دعوت پہنچائیں گے۔ تمام تشنہ لبوں کو اس سرچشمہ ہدایت کی طرف لائیں گے جہاں سے ان کی اپنی روح سیراب ہوئی تھی۔ انہوں نے اصلاح کا اہتمام اپنے گھر سے کرنے کا فیصلہ کیا۔ قبول اسلام کے بعد انہوں نے نیروبی میں مقیم ایک کشمیری پنجابی خاندان میں شیخ مبارک کی صاحبزادی سے شادی کی۔ ان کی چھوٹی چھوٹی بچیاں تھیں۔ انہوں نے ان کے لئے اور ان جیسی اور بچیوں کے لئے اسلامیہ پرائمری سکول کی بنیاد رکھی۔ برطانیہ میں یہ اپنی نوعیت کا منفرد سکول تھا۔ یہ اب ایک بڑی عمارت میں اسلامیہ ہائی سکول بن چکا ہے۔

بقیہ:۔ تاریخ کے انمٹ نقوش

بھی بآسانی لگ سکتا ہے۔ جو خاتم الانبیاء اور خیر البشر ہو۔ آپ کے زبان سے نکلی یہ بات عجیب و غریب اثر چھوڑتی ہے۔ اور دنیا کو سبق دیتی ہے کہ مجرم کے کٹہرے میں کھڑا کوئی چھوٹا اور بڑا نہیں ہوتا۔ جہاں سب برابر ہوتے ہیں اور سبھی سزا کے مستحق۔

یہ واقعہ اسلامی تاریخ کا ایک شاندار باب اور ایک ایسا نقش ہے جو لازوال و جاودان ہے۔

امانت و دیانت

حضرت امام حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے انتقال کے وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد یہ اونٹنی جس کا ہم دودھ پیتے تھے اور یہ بڑا پیالہ جس میں ہم کھاتے تھے اور یہ چادریں عمرؓ کے پاس بھیج دینا کیونکہ میں نے ان چیزوں کو بحیثیت خلیفہ ہونے کے بیت المال سے لیا تھا۔ جب حضرت عمرؓ کو یہ چیزیں پہنچیں تو انہوں نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم فرمائے کہ میرے واسطے کیسی کچھ تکلیف اٹھائی ہے (تاریخ اسلام صفحہ ۲۶ ج ۱)

نہیں کہا جا سکتا ہے کہ آج کے کسی حاکم یا ذمہ دار سے اتنا ہو سکے کہ وہ اتنی معمولی چیزیں تک بیت المال یا سرکاری خزانے میں بھیج دے۔ وہ صدیق تھے پکے سچے مسلمان اور ایماندار تھے کہ گوارا نہ کیا کہ معمولی چیزیں بھی رکھ لی جائیں اور بیت المال کو نہ بھیجی جائیں۔

کیا ایسے واقعہ کو آپ اسلامی تاریخ کا نقش جاوداں نہیں سمجھتے۔ بلاشبہ یہ ایک عجیب و غریب واقعہ ہے جسے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

امیر المؤمنین اور غریب

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک روز اپنی بیوی سے کہا کہ انگور کھانے کو جی چاہتا ہے۔ اگر تمہارے پاس کچھ ہو تو دو... انھوں نے کہا کہ میرے پاس تو ایک کوڑی بھی نہیں۔ تم باوجودیکہ امیر المؤمنین ہو۔ تمہارے پاس اتنا بھی نہیں کہ انگور لے کر کھا لو۔ آپ نے کہا کہ انگوروں کی تمنا دل میں لے جانا بہتر ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ کل کو دوزخ میں زنجیروں کی رگڑیں کھاؤں۔

خوف خدا

ایک مرتبہ بنو مروان حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دروازے پر جمع ہوئے اور آپ کے صاحبزادے سے کہا کہ اپنے والد سے جا کر کہو کہ آپ سے پہلے جتنے خلیفہ ہوتے رہے ہیں وہ سب ہمارے لئے کچھ عطایا اور جاگیریں مخصوص کرتے رہے ہیں لیکن آپ نے خلیفہ ہو کر ہم پر تمام چیزیں حرام کر دیں۔ آپ کے صاحبزادے نے یہ پیغام جا کر کہا تو آپ نے فرمایا کہ ان سے جا کر کہو کہ میرا باپ کہتا ہے کہ۔ انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم یعنی یوم عظیم (قیامت کے دن) کے عذاب کو مد نظر رکھتے میں اپنے رب سے ڈرتا ہوں۔ کیسے کیسے لوگوں کو زمین کھا گئی۔ اور آسمان نے ان کو دیکھا کتنے پارسا، خشیت الٰہی سے معمور اور متقی لوگ تھے وہ جنہوں نے یہ سب گوارا کیا۔ رضائے مولیٰ کے آگے کسی چیز کو کوئی اہمیت نہیں دی۔

یہ صرف چند نقوش ہیں ورنہ سب کی انتہا نہیں۔ ان کو ہی پڑھ کر اسلام اور عہد رفتہ کے مسلمانوں کی عظمت بآسانی سمجھ میں آجاتی ہے۔ کل کے مسلمانوں نے نہ جانے ایسے کتنے انمٹ اور جاوداں نقوش چھوڑے ہیں۔ جن سے نہ صرف مسلمان ہی سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ بلکہ پوری دنیا کیلئے وہ درس عبرت کا درجہ رکھتے ہیں۔ کاش ہم ان کے نقش قدم پر چلتے اور اسلامی تاریخ کے ان نقوش جاوداں کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ (آمین)

بقیہ: شرک کی مذمت

مت ٹھہراؤ بے شک شریک بنانا بڑی بے انصافی ہے۔

ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون۔

اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کے علاوہ ان لوگوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک قبول نہ کریں گے اس کی بات وہ ان کے پکارنے سے غافل ہیں۔

ان کے علاوہ پورا قرآن مجید اور احادیث کا پورا ذخیرہ توحید کی دعوت اور شرک کی مذمت سے بھرا ہوا ہے اس لیے کہ توحید کی حیثیت بدن میں روح کی ہے کہ بدن کتنا ہی خوب صورت و حسین ہو اگر اس کے اندر روح نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اسی طرح کیسے ہی بلند ترین اخلاق ہوں اور اعلیٰ ترین کردار ہو اگر اس میں شرک کی آمیزش ہوگی تو اس کی کوئی حیثیت نہیں، اعمال کی مقبولیت اخلاق کی برکت، کردار کی پختگی، ہمت میں بلندی، توحید ہی کی مرہون منت ہے اور شرک سے اجتناب کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو توحید خالص کی دولت سے مالا مال فرمائے اور ہر قسم کے شرک اور اعمال شرک سے ہماری حفاظت فرمائے۔

بقیہ: نبی کریمؐ بطور طبیب

کیمیا دانوں، اور اطباء نے استفادہ کیا۔ عہد امیہ (۶۶۱ء سے ۶۸ء تک) عہد معاویہ (۶۰ھ سے ۶۸۰ء) اور عہد عباسی بالخصوص ہارون الرشید (۷۸۱ سے ۸۰۹ء) اور مامون (۸۱۳ - ۸۳۳) کے ادوار میں طب نبویؐ کی بنیاد سائنس پر رکھی گئی۔ ابن سینا، عریب بن سعد، یوحنا بن ماسویہ، ابوالقاسم الزہراوی، ابن رشد، اسحاق بن سلیمان اسرائیلی، ابن الخطیب، البیرونی، عریب بن سعد الکاتب، ابن جلجل اور ابو مروان عبدالملک بن ابی العلاء زہر اور ابو محمد عبداللہ الحفید، ابن ماجہ ابن طفیل اور ابو جعفر بن خاتمہ نے طب نبویؐ سے انسانیت کی خدمت کی۔ ابن (۱۱۳۸ء) نے ۱۳۲۰ سے زائد غذائی نباتات کا اپنی کتابوں میں ذکر کیا۔ ابن الخطیب (۱۲۱۳ - ۱۳۷۴ء) نے طب پر ۶ کتابیں تحریر کیں۔ ابن رشد (۱۱۲۶ - ۱۱۹۸ء) نے طب پر ۵۲ کتابیں تحریر کیں۔ ابن وافد پہلا سرجن ہے جس نے ملی کی آنتوں اور ریشمی ٹانکوں کا علاج اور آپریشن کے لیے نئے نئے طریقے اور آلات جراحی ایجاد کئے۔ رازی کے بعد ابو مروان سب سے بڑا طبیب ہے جس نے دل کے امراض کا علاج کیا۔ ابن وافد نے سرجری میں نشتہ کا استعمال پہلی دفعہ کیا۔ جس سے جراحی کے میدان میں حیرت انگیز انقلاب آیا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اہل مغرب نے اس کے طبی نسخوں کو کبھی فرانسیسی جراحوں مثلاً پیری ایبردس نے نام ۱۵۵۲ء میں منسوب کر دیا۔ یا اطالوی جراح فریڈرک ٹی کے نام منسوب کر دیا۔ آج بھی ابن سینا اور ابن رشد کی کتابوں پر انگلینڈ اور یورپی ممالک میں تحقیق ہو رہی ہے اور ان کے کتب کے عبرانی اور انگریزی تراجم آکسفورڈ کیمرج یونیورسٹی دیگر طبی اداروں اور درسگاہوں میں تدریس کا حصہ رہی ہیں۔ تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم وہ طبیب اوّل تھے جنہوں نے نہایت سادہ غذائیں اور دوائیں تجویز فرما کر انسانیت کے صحت کے اصول متعین فرما دیئے۔ پیلو کی مسواک کو ہی لے لیں۔ اس دنیا سے کوچ فرماتے وقت بھی آپؐ پیلو کی مسواک استعمال فرما رہے تھے۔ طب جدید بھی یہ حقیقت ثابت کر چکی ہے کہ مسواک بالخصوص پیلو کی مسواک دانتوں کی بے شمار بیماریوں کا علاج ہے ان میں سے ایک مسوڑوں کی بیماری جنجیوائیٹس ہے۔ آج بھی وقت کا یہ تقاضا ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی راہوں پر چل کر تفکرات زمانہ اور آفات دوام سے محفوظ رہنے کے طریقے سیکھیں۔

A QUESTION
TO ALL MUSLIM BRETHREN

Do you want: Your money should be spent on making Muslims into Apostates?

Certainly your answer will be: No.

But you are! Unintentionally, unknowingly.

How: In this way that some of you transact business with Qadianis. You purchase and use their products. You deal with them commercially and don't realise the harm you are doing to Islam.

Do you know: A large part of the profit, accruing to Qadianis from your deals is deposited by them in their apostatic Centre at Rabwah.

What work this Centre does: It makes unwary Muslims into Kafirs and Apostates.

Alas: Your money is used against your very Deen and you are unaware.

Realise: You are contributing towards apostacising Muslims because you buy, sell, and use the products manufactured by Qadianis.

Mark:

It's your money that is spent on Qadiani apostatic activities.

It's your money that is letting Qadianis print their literature.

It's your money that is abetting publication of Qadianis' distorted translations of Quran.

It's your money that is supporting Qadiani Rabwah Centre.

It's your money that is helping Qadiani preachers to preach Kufr in the world.

It's your money which is spent by Qadianis in spread of their heresy.

Q'SAVIOURS OF DEEN-E-ISLAM

Rally round the banner of your Prophet Muhammad Rasool Allah Sallal-Lah-o-Alaihe-Wa-Sallam.

Boycott all Qadiani products; don't deal in them, don't buy them, don't use them.

Cut them out at social, commercial, economic levels.

Don't attend their functions, marriages, funerals etc.

Be hostile, you, your friends and your relatives towards these enemies of your Deen for sake of Allah.

See through the fraud of these self-styled "Ahmadis".

Identify them as Kafirs, Apostates and Dualist-infidels.

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتِ اسلامیہ کی بین الاقوامی تنظیم

شمعِ ختمِ نبوۃ کے پروانے توجہ فرمائیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تنظیم ہے۔ جو امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ نے قائم فرمائی۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھریؒ نے چار چاند لگائے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ اور اب شیخ المشائخ حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی قیادت میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے خاتمہ کی مہم میں سرگرم عمل ہے۔

اسلام کی دعوت و تبلیغ، ناموسِ ختم نبوت کی پاسبانی، قادیانی قزاقوں کی سرکوبی و تعاقب اور دیگر باطل قوتوں کا مقابلہ عالمی مجلس کا عظیم اور مقدس مشن ہے۔ قادیانی مرتدوں اور زندیقوں کی بیرونِ ملک سرگرمیاں بڑھ جانے کی وجہ سے عالمی مجلس کی ذمہ داریوں میں بھی کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے اندرون اور بیرون ملک عالمی مجلس کے مبلغ، دفاتر، مدارس اور مساجد ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کیلئے شب و روز وقف ہیں۔ خصوصاً لندن میں قائم ہونے والا دفتر پوری دنیا کو کنٹرول کر رہا ہے۔ عالمی مجلس کا سالانہ میزانیہ کئی لاکھ روپے ہے۔ لاکھوں روپے کا عربی، اردو، انگلش اور فرنچ زبان میں لٹریچر شائع کر کے پوری دنیا میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ قادیانیوں کے مرکز ربوہ میں جامع مسجد، مدرسہ ختم نبوت کراچی میں جامع مسجد، شاندار دفتر اور شہروں میں مجلس کے تعمیراتی منصوبے تشنۂ تکمیل ہیں۔ اندرون و بیرون ملک قادیانیوں کیساتھ مقدمات کی وجہ سے بھی مجلس کی ذمہ داریاں بہت بڑھ چکی ہیں۔ ختم نبوت کی خدمت اور مالی اعانت اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور تاجدار ختم نبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ ہے۔ آنجناب سے توقع ہے کہ آپ **اپنی زکوٰۃ صدقات، خیرات، صدقہ فطر** اور دیگر عطیات سے عالمی مجلس کی دل کھول کر امداد فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

فقیر خان محمد

ترسیل زر کا پتہ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: ۴۰۹۷۸

کراچی کا پتہ

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۷۸۰۳۳۷

کراچی کے احباب الائیڈ بنک شاخ بنوری ٹاؤن اکاؤنٹ نمبر ۳۶۲ میں بھی جمع کرا سکتے ہیں۔